٢٦
٣٣

بدعت کا فتنہ

اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب بدعت کا فتنہ تم کو ڈھانپ لے گا بڑے اسی میں بوڑھے ہو جائیں گے اور بچے اسی میں جوان ہوں گے۔ لوگ اسی فتنہ کو سنّت بنائیں گے اور اگر اسے چھوڑا جائے تو لوگ کہیں گے سنّت چھوڑ دی گئی (اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اسکی اصلاح کی کوشش کی جائے گی تو لوگ کہیں گے سنّت تبدیل کی جا رہی ہے) عرض کیا گیا کہ یہ کب ہو گا؟ فرمایا جب تمہارے علماء جاتے رہیں گے جہلاء کی کثرت ہو جائیگی حرف خواں زیادہ ہوں گے مگر فقیہ کم۔ امراء بہت ہوں گے امانتدار کم ہوں گے آخرت کے عمل سے دنیا تلاش ہو جائے گی اور غیر دین کے لئے فقہ کا علم حاصل کیا جائے گا۔

مسند دارمی ص ٢٦ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَحَادِیثُ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم

مرویات معاویہ رضی اللہ عنہ ——— ۲۲ ———

محمد سعید الرحمٰن علوی

عَنْ مُعَاوِیَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ (رواہ ابوداؤد و باسناد صحیح والترمذی و قال حدیث حسن ——— (الترغیب والترھیب ج ۳ ص ۲۶۹)

اسلام جب دنیا میں آیا تو ساری کائنات کے انسان جس بے راہروی کا شکار تھے اس کا ذکر بے فائدہ ہے جن لوگوں کی ذرا سی بھی تاریخ پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ انسانیت کا جامہ تار تار تھا اس کی بدعقیدگی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اخلاقی انحطاط اور زوال اس سٹیج پر پہنچ چکا تھا کہ مزید تنزل کی توقع نہ کی جا سکتی تھی۔ سرور کائنات علیہ السلام "ہادی سبل" بن کر تشریف لائے۔ آپؐ نے معاشرہ کی ایسی کایا پلٹ دی کہ ایک مسلمان گورنر کے بیٹے نے ایک عام آدمی جس کے متعلق لکھا ہے کہ وہ غیر مسلم تھا کے بیٹے کو تھپڑ مار دیا جب مقدمہ بارگاہِ رسالت کے تربیت یافتہ امام و امیر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ نے پورا پورا انصاف کیا، جیسی کچھ زیادتی گورنر کے فرزند نے کی تھی اس کا بدلہ تو اسے بھگتنا پڑا۔ ساتھ ہی آپ نے ایک ایسا جملہ ارشاد فرمایا جو انسانی حریت و مساوات کی دنیا میں آج تک اپنی مثال آپ ہے اور دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا نام نہاد "انقلابی" اس طرح کی بات نہیں کہہ سکا نہ ہی کسی کو ایسے عمل کی توفیق ہوئی ——— آپ نے فرمایا:

مَتٰی اسْتَعْبَدْتُمُ النَّاسَ وَقَدْ وَلَدَتْھُمْ اُمَّھَاتُھُمْ اَحْرَارًا ——— تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنا لیا ہے؟ حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا۔

جناب نبی کریم علیہ السلام کے فیض تربیت سے لوگوں نے جہاں اور بہت کچھ سیکھا اور وہ اسلامی معاشرہ کے بہترین افراد بن گئے وہاں ان کا اخلاقی کردار اتنا بلند تھا کہ باید و شاید؟ آج پوری امت اس ضابطہ کو تسلیم کرتی اور اس پر عقیدہ رکھتی ہے کہ وہ لوگ "عدول" تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبیؐ کی صحبت کے لئے چنا تھا اور وہ اپنی دینی عظمت، اخلاقی برتری اور جہاد فی سبیل اللہ کے پیشِ نظر اس بلند مقام پر فائز ہوئے کہ دنیا بھر کے اولیاء و اقطاب ان میں سے اس کے ہمسر بھی نہیں ہو سکتے جو بالکل آخری وقت میں مسلمان ہوا اور جسے صحابہ کی جماعت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے بہت کم استفادہ کا موقعہ ملا۔

درج بالا حدیث اور اس جیسے متعدد ارشادات ہیں جن میں شرفِ انسانی سکھایا گیا، حریت و مساوات کی تعلیم دی گئی۔

دیکھیں ارشاد ہو رہا ہے کہ جس کا نفس امارہ اسی بات سے خوش ہوتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے بت بن کر کھڑے رہیں تو اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیئے۔

یہ ہے رسول عربی علیہ السلام کی تعلیم جس کے راوی "صاحب سِرّ" حضرت معاویہ بن ابی سفیان علیہما الرضوان ہیں اور جسے حدیث کی دو معتبر کتابوں کے عالی مرتبت مصنف حضرات نے نقل کیا ہے ——— اس آئینہ میں وہ لوگ اپنا چہرہ دیکھیں جو علم و مشیخیت کے دعویدار ہیں اور ان کا

باقی ۱۰

اداریہ

تیسری اسلامی سربراہ کانفرنس

ہفت روزہ
خُدّام الدّین
لاہور

جلد ۲۶ ٭ شمارہ ۳۳
۷ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ ٭ ۱۳ فروری ۱۹۸۱ء

اس شمارہ میں

رئیس الادارہ
پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مدیر منتظم
مولوی محمد اجمل قادری
مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک	سالانہ -/۶۰، ششماہی -/۳۰
	سہ ماہی -/۱۵، فی پرچہ ۱/۵۰

سعودی عرب کے مشہور شہر طائف میں منعقد ہونے والی تیسری اسلامی سربراہ کانفرنس ختم ہو گئی۔ اس کانفرنس کا افتتاحی اجلاس اللہ تعالیٰ کے پہلے گھر میں منعقد ہوا اور باقی ماندہ اجلاس طائف میں۔ اختتام پر اعلان مکہ سامنے آیا جس کی اب چار سو دھوم ہے اور صدر پاکستان نے واپسی پر اپنی پریس کانفرنس میں اسے "امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے بہترین منشور" قرار دیا ہے ——— منفیت اور مایوسی ہمارا مقصد نہیں، نہ ہم شرعاً اور اخلاقاً اسے درست اور صحیح سمجھتے ہیں لیکن کسی چیز سے غیر معمولی طور پر لمبی چوڑی توقعات وابستہ کرنا اور خوش فہمی کا رویّہ بھی پسندیدہ عمل نہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ صورت حال کا سنجیدہ اور مخلصانہ جائزہ لیا جائے۔ اسی جذبہ سے یہ سطور قلمبند کی جا رہی ہیں ورنہ ایک درد مند انسان کی سوچ کے مطابق "نشستند، گفتند و برخاستند" کی معروف کہاوت کہہ کر بھی بات ختم کی جا سکتی ہے اور ایسا کہہ دینا غالباً غلط بھی نہیں ہو گا۔

اس وقت امتِ مسلمہ جن مسائل سے دوچار ہے وہ ایک دو تو ہے نہیں بلکہ سارا عالم اسلام مسائلستان بنا ہوا ہے اور سکون و چین کی دولت سے ہر کوئی محروم ہے۔ مسائل کا تجزیہ کیا جائے تو بات بڑھ جائے گی اس لئے مختصراً یوں کہنا چاہیئے کہ مسائل کے اسباب مختلف ہیں کچھ ملکوں اور خطوں میں اس کا سبب "دولت و تونگری" ہے تو کچھ ملکوں میں سبب "فقر و افلاس"۔ غیر اسلامی ماحول میں تربیت یافتہ اہل اقتدار و منصب قریب قریب ہر جگہ کے مسائل میں بطور سبب شامل ہیں۔ تو ان سے نیچے مختلف شعبہ ہائے زندگی کے اہل کاروں کی ۔۔۔ ۔۔۔ مستقل سردردی۔ سالوں نہیں صدیوں کی غلامی نے مرعوبیت اور احساس کمتری کے جس موڑ پہ ہمیں پہنچا دیا ہے وہ بھی حالات کے بگاڑ کا ایک سبب ہے

تو ایک عام آدمی سے لے کر اہل اقتدار تک کے قول و عمل کا تضاد بھی اسباب میں سے ایک ہے۔

بین الاقوامی حالات کی پیچیدگیاں ایسی ہیں کہ انہیں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ پیچیدگیاں ایسی بھی نہیں کہ جن کی زنجیریں توڑی نہ جا سکیں ایمان و تقویٰ کی حقیقی روح پیدا ہو جائے۔ جذبہ جہاد قراردادوں کی حد تک نہیں عملاً بیدار ہو جائے تو یہ جھمیلے ختم ہو سکتے ہیں اور مسلمان اپنی ہستی دنیا سے منوا سکتے ہیں ــــ کتنا بڑا المیہ ہے کہ اعلان مکہ کی سیاہی خشک نہیں ہوتی اور اسرائیل کی فضائیہ ستم رسیدہ فلسطینی عوام کے ٹھکانوں کو نشانہ بنا کر روایتی بربادی کا منظر پیش کر دیتی ہے اور اس طرح عیش و تنعم میں پلی ہوئی مخلوق کو چیلنج پیش کر دیتی ہے کہ جرأت و ہمت ہے تو آؤ اور ہم سے نبردآزما ہو کے دیکھو؟

صورت حال یہ ہے کہ مصر و افغانستان کی رکنیت معطل ہے اور ایران و لیبیا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہیں۔ مصر جو اسرائیلی جارحیت کا سب سے بڑا شکار ہے اور اسرائیل کے روز اول سے اس سے نبردآزما ہے اس نے اپنی پالیسی میں تبدیلی کر کے مسائل کے حل کے لئے ایک نئی راہ نکالی۔ جس کے حسن و قبح پر گفتگو کا موقع نہیں، تو ہمارا سیکرٹریٹ اس سے روٹھ گیا ــــ کیا یہ مناسب نہ تھا کہ ان سے معلوم کیا جاتا کہ اس تبدیلی کی وجہ کیا ہے؟ اور تم نے ایسا کیوں کیا؟ ہمارے ناقص خیال میں کسی کو موقعہ دیئے بغیر اس کے خلاف فیصلہ صادر کرنا اسلامی روح کے منافی ہے۔ افغانستان ہے تو اس کے عوام اور مظلوم عوام سے ہمیں مکمل ہمدردی ہے اور ہم ان کے لئے دعاگو ہیں۔ لیکن گروہوں میں بٹے ہوئے لوگ جن کو اکٹھا کرنے کے لئے بڑے بڑوں نے کوشش کی۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ جہاد کی کامیابی کے لیے قرآن کی بنیادی شرائط میں "اتفاق و اتحاد" شامل ہے۔ وہ ایک برتن میں کھانے کو تیار نہیں ـ ـ ـ ـ ـ ـ۔ اور معاملات کی وضاحت مانگنے کی کسی کو فرصت نہیں۔ رہ گئے ایران و لیبیا تو یہ دونوں ملک مادی وسائل میں بہت آگے ہیں گو کہ اول الذکر میں بپا ہونے والی سیاسی تحریک، پھر انقلاب اور اب موجودہ جنگ نے قریب قریب کھوکھلا کر دیا ہے لیکن اپنوں بیگانوں سے لڑائی ہماری سمجھ سے بالا ہے ــــ رہ گئے وہ ممالک جو وہاں تشریف لے گئے تو ان میں امریکہ کے حلیف" روس کے حلیف، برطانیہ کے حلیف، فرانس کے حلیف سبھی موجود تھے ان میں غیر جانبدار تحریک کے رکن بھی تھے تو مخالف بھی، کعبۃ اللہ میں اکٹھے ہو کر سیاسی، معاشی، فکری اور اخلاقی طور سے اسی کو اپنا مرکز رشد و ہدایت سمجھنا ازبس ضروری تھا اور ہے لیکن پاکستان کے بعض قومی اخبارات میں اس پہلو کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور ہمیں افسوس ہے کہ اپنے دل کو ہزار بار سمجھانے کے باوجود ہم اپنے آپ کو مطمئن نہیں کر سکے۔ کہ واقعۃً قرآن کے الفاظ میں "بنیان مرصوص" والی بات ہو۔

اس سے ذرا آگے قدم بڑھائیں اور ان انتظامات و اخراجات کا سرسری جائزہ لیں جو اخبارات کے ذریعہ سامنے آئے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان حکمرانوں میں صدر اوّل کی روایتی سادگی نہ سہی تو کم از کم ایسی صورت بھی نہ تھی جسے دیکھ کر سن کر ہمارے مخالفین یہ کہہ سکتے کہ اس دور میں بھی اسلامی سادگی اور اسلامی اخلاق کے نمونے دیکھے جا سکتے ہیں۔

تقویٰ، امر بالمعروف نہی عن المنکر
صحبت صالحین
عذابِ الٰہی کے لیے
ڈھال ہیں

مانا کہ تیل کے چشمے اُبل رہے ہیں، مانا کہ سونے کی کانیں موجود ہیں لیکن یہ سب کچھ اللہ کی زمین سے اُبل اور نکل رہا ہے اور جن لوگوں کے ہاتھ میں اس کے استعمال کا اختیار ہے وہ بہرحال امین ہیں مالک نہیں،

ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

حَدِیث!

**حدیث کیا ہے جنابِ رسولؐ کا ارشاد
کلامِ پاک کی تشریح، دِین کی بنیاد
رموزِ حکمت و خیرِ کثیر سے لبریز
معارف اور حقائق کی دلنشیں روداد**

(مضطرؔ گجراتی مرحوم)

لیکن یہ مطالبہ تو درست ہے کہ آپ اس دولت کے امین ہیں جو اللہ نے دی ہے اس کو صحیح خرچ کیا جائے۔ انتظامات میں اسلامی سادگی ملحوظ رہے۔ کلوا واشربوا کے ساتھ "لا تسرفوا" کا قرآنی حکم سامنے ہو "تبذیر" پر اللہ تعالےٰ کی سخت وعید سے اپنے آپ کو بچایا جائے اور اس دولت کو ان اہل فقر کے ایمان کے تحفظ کے لئے استعمال کیا جائے جن کے فقر و غربت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر عیسائی مشنریز اور مرزائی مشن بے لگام ہو چکے ہیں۔

آپ کا اعلان مکہ خوب ہے لیکن آپ کی صفوں میں شریک ایک بڑی اہم شخصیت ایسا کیوں کہہ رہی ہے کہ "یہ کانفرنس کسی فوجی معاہدہ کے لئے طلب نہیں کی گئی تھی"۔

یہ بات کہہ کر کس کو خوش کرنا مقصود ہے "القدس" کے لئے جہاد بھی آپ کہتے ہیں اور فوجی معاہدہ سے بھی خائف ہیں، یہ تو آپ کو کرنا ہی ہوگا اسلحہ میں خود کفیل ہونا پڑے گا، اپنی زندگیوں کو سادگی، قناعت اور کفایت شعاری کی ڈگر پر ڈالنا ہوگا اِدھر اُدھر کے فوجی معاہدوں سے گلو خلاصی کرانا ہوگی تب جا کر بات بنے گی۔

آپ نے مشترکہ فنڈ قائم کیا بہت خوب! لیکن ان اربوں کھربوں ڈالروں کا کیا بنے گا جو سامراجی بینکوں میں ہیں اور جن پر بے بہا سود آ رہا ہے؟ کیا آپ اس کے بجائے اپنا مربوط معاشی نظام قائم نہیں کر سکتے، اور اپنے اپنے ملکوں میں سود کی لعنت سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے؟ کیا یہ واقعہ نہیں کہ آج تک ذرائع ابلاغ کے اعتبار سے ہم ٹھوس انتظام نہیں کر سکے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہمارے مسلم ممالک کی فوجوں میں ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں جو اسلام کے تصور جہاد کے خلاف ہیں جو دین بیزاری کی مختلف تحریکوں سے وابستہ ہیں؟ ہم بہت دُور چلے گئے کہنا صرف یہ ہے کہ یہ "اجتماع مبارک" خدا کرے کہ اجتماع کی روح نصیب ہو جائے۔ القدس کی آزادی کے لئے "جہاد" کا اعلان بہت اچھا ہے خدا کرے کہ جہاد کے تقاضے پورے ہوں ــــ دین اسلام کے ایک گنہگار خادم کی حیثیت سے یہ سب کچھ "الدین النصیحۃ" کے جذبہ سے لکھا گیا ہے۔ آپ اپنی اداؤں پہ غور کریں نبی امّی علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق اپنے دلوں سے فتویٰ مانگیں کہ یہ ادائیں اسلامی روایات سے مناسبت رکھتی ہیں؟ اگر آپ کا دل مطمئن ہے تو بہت اچھا اور اگر ایسا نہیں تو پھر حکیم الامت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے الفاظ میں "انقلاب اور مکمل انقلاب" کی ضرورت ہے ایسا انقلاب جو ہمارے گھر سے شروع ہو ہمیں اچھا مسلمان بنائے ہمارے فکر و نظر کی اصلاح کر دے اور ہمیں امتِ وسط بنا دے۔ ؏

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

علوی ۲۴ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

آیت کریمہ

جامع مسجد شیرانوالہ میں ۱۲ فروری بعد نماز مغرب آیت کریمہ پڑھی جائے گی۔ انشاء اللہ

مجلس ذکر

ضبط و ترتیب : سلیم اختر

تقویٰ اور خدا خوفی

پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

یاایّھا الّذین اٰمنوا اتّقوا اللہ حقّ تقاتہٖ ولاتموتنّ الّا و انتم مسلمون ۔ (آل عمران)

ترجمہ :" اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے، جیسا چاہیے اس سے ڈرنا اور نہ مریو مگر مسلمان "

(حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ)

یعنی ہر مسلمان کے دل میں پورا ڈر اللہ تعالیٰ کا ہونا چاہیئے کہ اپنے مقدور بھر پرہیزگاری اور تقویٰ کی راہ سے نہ ہٹے اور ہمیشہ اس سے استقامت کا طالب رہے۔ شیاطین چاہتے ہیں کہ تمہارا قدم اسلام کے راستے سے ڈگمگا دیں تم کو چاہیئے کہ انہیں مایوس کر دو اور مرتے دم تک کوئی حرکت مسلمانی کے خلاف نہ کرو۔ تمہارا جینا اور مرنا صرف اسلام پر ہونا چاہیئے۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیں ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اس کا زیادہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں وہ کسی عمل سے ناراض نہ ہو جائے۔ حضرت حنظلہؓ اور حضرت عمرؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اکثر پوچھا کرتے تھے کہ کہیں اُن کا نام منافقوں میں تو نہیں لکھا ہُوا حالانکہ یہ اتنے اونچے صحابہؓ ہیں اور دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ڈر کتنا ہے۔

بدھ کی رات ۲۳ ، ۱۲ بجے لاہور میں زلزلہ آیا۔ موت کا کوئی علم نہیں کس وقت آ جائے۔ ہمیں اس کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے اللہ کے ذکر میں مشغول رہیں، کسی نیکی کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہیں۔ ۱۹۳۵ء میں کوئٹہ میں اچانک زلزلہ آیا۔ چند سیکنڈوں میں ۲۰، ۲۵ ہزار جانیں ضائع ہوگئیں، بڑی تباہی ہوئی۔ کوئٹہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بے حیائی اتنی بڑھ گئی تھی کہ اللہ کا عذاب زلزلہ کی صورت میں نازل ہُوا۔

حضرت لاہوریؒ نے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا کہ لاہور میں کوئٹہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے۔ کلبوں میں ڈانس ہوتے ہیں، بے حیائی عام ہے تو کیا وجہ ہے کہ کوئٹہ میں زلزلہ آیا اور لاہور بچ گیا۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے جواب آیا کہ جہاں لاہور میں برائی ہوتی ہے وہاں اللہ کا ذکر بھی بہت ہوتا ہے۔ کئی دینی مدارس قائم ہیں جہاں طلبار بڑے شوق سے اللہ تعالیٰ کا نام سیکھتے ہیں، قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی بزرگانِ دین کے مزارات لاہور میں موجود ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اُن بزرگوں، علم دین حاصل کرنے والوں اور اپنی یاد کرنے والوں کی وجہ سے لاہور کو عذاب میں مبتلا نہیں کیا۔

حضرتؒ کی ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی۔ وہ بازار میں ایک تھڑے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ بہت ہی بڑے بزرگ تھے، نہایت اونچے درجے کے انسان تھے۔ انہوں نے حضرتؒ کو کلائی سے پکڑ لیا اور فرمانے لگے کہ یہاں سے گذرنے والوں میں مجھے کوئی کتا نظر آتا ہے کوئی بلّا کوئی سانپ اور

(باقی ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

مسجدیں ◎ رُشد و ہدایت کا مرکز

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ :

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

وَ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۙ وَّ اَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا ۔ (الجن ۱۸-۱۹)

دو مختصر آیتیں سورۂ جنّ کی نقل کی گئی ہیں —— اس سورۃ میں سلیم الفطرت جنّ جنہوں نے قرآن عزیز سنتے ہی اسلام قبول کر لیا، کا ذکر ہے اور واقعہ یہ ہے کہ بقول حضرت لاہوری قدس سرہٗ "فطرت سلیمہ والے جنّ ہوں یا انسان قرآن حکیم کو سنتے ہی فوراً ہدایت پا جاتے ہیں"۔ (حواشی ص۹۱۳)، جنوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وصحبہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن سنا تو اسلام قبول کر لیا اور پھر اپنی قوم کے پاس جا کر اس "عجیب و غریب کلام" کی تعریف کی — اپنے ایمان لانے اور شرک سے بیزاری کا اظہار کیا۔ انہوں نے اپنی قوم پر واضح کر دیا کہ ہمارے سچے رب کی شان بہت بلند ہے اس کے نہ بیوی ہے نہ بیٹیا — کچھ اور باتیں انہوں نے کہہ کر پھر اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا (آیت ۱۳) اور یہ بھی واضح کر دیا کہ جو توفیق الٰہی سے ایمان لاتا ہے اسے کسی قسم کے نقصان اوَر ظلم کا ڈر نہیں —— اس سے آگے اس کا اظہار ہے کہ ہم میں سے بعض کو ہدایت نصیب ہو گئی بعض جنّوں کے توں شرک کے اندھیروں میں غرق ہیں۔ ایسے لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ جنّات کے اس تذکرہ کے بعد مکہ کے ان بدقسمت افراد کا ذکر ہے جو ایمان جیسی دولت سے محروم تھے اور فرمایا کہ اگر یہ لوگ ہدایت کا راستہ اپنا لیتے تو اللہ کی بے پناہ نعمتوں سے مالا مال ہوتے لیکن جو ایمان کی راہ سے منہ موڑتا ہے وہ پھر عذاب کا بھی بُری طرح شکار ہوتا ہے۔

مساجد کا ذکر

اس کے بعد حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے ایک اور بات کا اعلان کرایا گیا اور ارشاد ہوا کہ جس طرح باقی معاملات کے ضمن میں آپؐ پر وحی آئی اور آپؐ نے اس سے خلقِ خدا کو آگاہ کیا اسی طرح یہ بھی وحی ہے کہ لوگوں پر واضح کر دیں کہ

ترجمہ :۔ اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ اور جب اللہ کا بندہ (نبی علیہ السلام) اس کو پکارنے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس پر جمگٹا کرنے لگتے ہیں"۔

گویا یہ واضح کر دیا کہ :—

"مساجد فقط کلمۂ توحید بلند کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں نہ کہ اشاعت شرک کے لئے (جس طرح بدبخت مشرکین نے خدا کے پہلے گھر بیت اللہ کو شرک کا اڈہ بنا رکھا تھا جس کو حضور رحمت دو عالم شفیع مکرم علیہ السلام نے فتح مکہ کے موقعہ پر پاک صاف کیا)، جب بندۂ خدا (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وصحبہ وسلم)، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا تو جنّوں نے اس پر بہت زیادہ ابنوہ کیا (یہی حال مسلمان انسانوں کا ہوتا وہ آپ کے گرد ہالہ

بنا بیٹھے اور اس سے مقصد ہوتا) تاکہ قرآن حکیم کو سن سکیں"۔

(حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۹۱۵)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مساجد کی جو اہمیت ہے وہ اس آیت سے خوب واضح ہے۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات ملاحظہ کرنے کے بعد مولانا احمد سعید دہلوی کی بات سنیں۔ کیا خوب لکھا ——— فرمایا "یوں تو غیر اللہ کی عبادت ہر جگہ حرام اور شرک ہے کیونکہ ساری زمین ہی سجدہ گاہ ہے لیکن خاص طور پر وہ مقام جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے خاص ہیں جیسے مساجد اور خواہ وہ حرم پاک ہو یا مسجد نبوی یا بیت المقدس یا عام مساجد، یہ تمام مقامات غیر اللہ کی عبادت سے محفوظ رہیں۔ بشرطیکہ مسلمانوں کا ان مقامات پر اقتدار ہو اور اگر خدانخواستہ مسلمان مغلوب ہو کر اپنا اقتدار کھو بیٹھیں تو پھر حسب استطاعت تحفظ مساجد کے ذمہ دار ہوں گے" آگے مولانا لکھتے ہیں "کہ بعض اہل تفسیر نے "مساجد" سے اعضاء سجود مراد لئے ہیں اس شکل میں مطلب یہ ہوگا کہ اعضاء سجود اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں انہیں کسی کے سامنے نہ جھکاؤ۔ جیسا کہ غیر مسلموں کا شیوہ ہے"۔

کشف الرحمٰن ص ۹۱۳)

اور اسی کے قریب شیخ الاسلام پاکستان مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہ نے لکھا ہے :۔

"مطلب بالکل واضح ہے کہ غیر اللہ کی عبادت و بندگی کا اسلام قلع قمع کرنے آیا ہے۔ کسی بھی جگہ اور بالخصوص مساجد میں اللہ کے سوا کسی کو پکارنا شرک اور ظلم عظیم ہے اسی طرح انسانی جسم کے اعضاء جو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اور بخشے ہوئے ہیں وہ کسی دوسرے کے سامنے جھکیں اس سے بڑھ کر اور کوئی حماقت یا بدبختی نہیں !

مساجد اور احادیث نبویؐ

قرآن حکیم کی ایک آیت اور اس کے متعلق اکابر علماء کے ارشادات آپ نے ملاحظہ فرمائے جس سے مسجد کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ لگے ہاتھوں سرور کائنات فخر موجودات امام انسانیت و قائد اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وصحبہ وسلم کے چند ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نقل کردہ روایت کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین مقامات مساجد ہیں اور بدترین مقامات بازار"۔ (روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول حضرت نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے (بخاری و مسلم)

ایک روایت جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس میں ان سات آدمیوں کا ذکر ہے جو صبح قیامت میں عرش کے سایہ تلے ہوں گے ان میں سے ایک وہ شخص ہوگا جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے اور جب وہ مسجد سے باہر نکلتا ہے تو جب تک واپس نہیں آجاتا بے چین رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف آوری ہوتی اور ۲ رکعت نماز پڑھتے (بخاری و مسلم)

اس کے ساتھ ہی بعض روایات میں ایسے کاموں سے روکا گیا ہے جو مسجد کی تباہی کا باعث ہوتے ہیں مثلاً گم شدہ چیز کا مسجد میں تلاش کرنا منع ہے۔ (مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

لہسن، پیاز یا اس قسم کی چیز کھا کر مسجد میں آنا درست نہیں

(بخاری و مسلم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مسجد میں تھوکنا منع ہے۔ (مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مسجدوں کو بلند کرنے اور ان کی زیب و زینت سے روکا گیا ہے (ابوداؤد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

مسجدوں میں باہمی فخر منع ہے۔ (ابوداؤد عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مسجد میں اشعار پڑھنے، خرید و فروخت اور حلقے باندھ کر بیٹھنے سے روکا گیا (حلقے نماز سے قبل) ورنہ عام حالات میں تو اجازت ہے جیسا کہ صاحب مرقاۃ نے تفصیلاً لکھا ہے۔ اور نماز سے قبل اور بالخصوص جمعہ کی نماز سے قبل حلقوں میں بیٹھنے سے اس لئے روکا گیا ہے کہ اس سے دوسروں کو تکلیف ہوگی۔ یہ ہیئت نمازیوں کی نہیں۔ اس طرح آدمی توجہ سے خطبہ نہیں سن سکتا)

مسجدوں میں باتوں سے روکا گیا ہے (بیہقی عن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یہ تمام روایات مساجد سے متعلق اسلامی تعلیمات کا گویا عطر اور نچوڑ ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ معاشرہ میں مسجد کی کیا اہمیت ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے مساجد میں شور و ہنگامہ، مساجد کی خوبصورتی اور تزئین کے سلسلے میں باہمی فخر اور مسجد خوبصورت لیکن نمازی ندارد کو قرب قیامت کی نشانیوں میں سے قرار دیا۔

مساجد کی ویرانی اور اس کا گناہ

سورۂ بقرہ کی آیت ۱۱۴ میں ان لوگوں کا ذکر کیا جو مساجد کی ویرانی کا باعث بنتے ہیں۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :

"اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس نے اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے کی ممانعت کر دی اور ان کے ویران کرنے کی کوشش کی ایسے لوگوں کا حق نہیں ہے کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ڈرتے، ان کے لئے دنیا میں بھی ذلت ہے اور ان کے لئے آخرت میں بھی بہت بڑا عذاب ہے"

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی قدس سرہ کے بقول اس کا شان نزول یا تو وہ واقعہ ہے جب عیسائیوں نے یہود سے مقاتلہ کر کے توریت کو جلایا اور بیت المقدس کو خراب کیا یا مشرکین مکہ ہیں جنہوں نے تعصب و عناد کے سبب ۶ھ میں مسلمانوں کو حدیبیہ میں روکا اور اللہ کے گھر نہیں جانے دیا ——— شان نزول سے قطع نظر (بقول شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ) "جو شخص کسی مسجد کو ویران یا خراب کرے وہ اسی حکم میں داخل ہے"۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۲)

مولانا احمد سعید دہلویؒ نے اس آیت پر خاص تفصیل سے لکھا ہے۔ توریت کے جلانے اور بیت المقدس کی ویرانی کا واقعہ طیطس نامی بادشاہ کے زمانہ میں ہوا اور پھر خلیفہ دوم امام عادل حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور تک یہی کیفیت رہی۔ انہوں نے دوبارہ اس خدا کے گھر کی آبادی کا اہتمام کیا۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ علماء نے دو واقعے پس منظر اور شان نزول کے طور پر لکھے ہیں۔ صاحب درس قرآن نے ان دونوں کو نقل کرنے کے بعد لکھا کہ :۔

"علماء نے کہا کہ جس طرح اللہ کے ذکر سے مسجد آباد ہوتی ہے بُرے کام اور بدعات کرنے سے مسجد کی بربادی سمجھی جائے گی۔ اس کے علاوہ تمام چیزیں جو نمازیوں کی کمی اور مسجد کی ویرانی کا باعث بنیں وہ سب اس آیت کے حکم میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے جن سے مسجد کی رونق کم ہو اور لوگوں کا مسجد میں آنا کم یا بند ہو جائے"۔ (درس قرآن ج ۱ ص ۱۴۰)

دور حاضر اور خدا کے گھر

محترم حضرات ! آپ ۔

خاصی تفصیل ملاحظہ فرما لی جس سے مساجد کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور سرور کائنات علیہ السلام کی زندگی تو سبحان اللہ، اس کا گویا محور ہی مسجد تھی۔ ذکر و فکر، نماز و جمعہ، جہاد کی تیاری، تعلیم و تزکیہ، اہم دینی امور سب خدا کے گھر میں طے پاتے اور اب مساجد کی ظاہرہ آبادی اور تزئین و آرائش کا تو بہت لحاظ ہے لیکن اس میں ذکر الٰہی اور عبادت کا اہتمام نہیں، اچھے اچھے نمازی گھر میں یا دکان پر پڑھ لیتے ہیں مسجد کا رُخ نہیں کریں گے — مساجد میں شور و ہنگامہ، بیت بازی اور شعرو شاعری عام ہو چکی ہے۔ غل غپاڑہ اور ایسی حرکات بہت ہیں جن سے مساجد کی رونقیں کم ہو گئی ہیں۔ شیطان نے اس رخ پر ڈالا کہ اس گئے گذرے معاشرے میں تھوڑے بہت جو نمازی ہیں انہیں مساجد سے بھگاؤ اور یوں مساجد پر قبضہ و تملیک کے لئے مسلح چڑھائی کا سا انداز اختیار کر لیا گیا اور پھر مساجد میں نماز سے قبل اور فوراً بعد ایسے اقدامات ہونے لگے جن کے سبب نمازیوں کا سکون لُٹ گیا۔ مساجد کی دیواروں۔ وغیرہ پر ایسے چارٹ اور کتبے لکھے جانے لگے جو بعض صورتوں میں شرک تک پہنچا دیتے ہیں اور انسان کا ایمان ضائع کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ یہ سب باتیں جس طوفان اور قیامت کی خبر دیتی ہیں اے کاش اس پر کسی کی نظر جاتی — یاد رکھیں! یہ طریقہ اور حرز عمل اللہ اور اس کے رسولؐ کا پسندیدہ نہیں اس سے حضرت حق ناراض ہوتے ہیں۔ کوئی اپنے گھر کا اجڑنا پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالےٰ اپنے گھر کا اجڑنا کیسے گوارا کریں گے اور جو ایسا کریں گے ان کا انجام معلوم!

آیئے۔ اللہ تعالےٰ سے مساجد کو صحیح معنوں میں رشد و ہدایت کا مرکز بنانے کا عہد کریں اور ان کے ذریعہ ملّت کی روحانی ترقی کا وہ کام لیں جو عہد نبوّت و خلافت میں ہوتا تھا اسی سے ہماری بقا ہے اور یہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

بقیہ : احادیث الرسولؐ

نفس اسی بات سے خوش ہوتا ہے کہ عوام ہمارے لئے سروقد کھڑے ہوں اور کھڑے رہیں۔ وہ لوگ جنہیں بخت و اتفاق نے مختلف مادی اور دنیوی مناصب سے سرفراز کر دیا ہے ان کی بگڑی ہوئی ذہنیتوں کا ماتم نہیں کیونکہ وہ ایسے ہی ماحول میں پلے بڑھے ہیں جو "انسان" کا کوئی مقام نہیں جہاں عہدہ و منصب اور دولت و ثروت ہی سب کچھ ہے — ماتم ان لوگوں کا ہے جنہیں عرف عام میں دیندار کہا جاتا ہے ان کی دینداری کا محور یہی کچھ ہے کہ لوگ ہمارے غلام بن کر رہیں — ہمارے جوتے سنبھالیں ہمارے سامنے ایستادہ ہوں اور اسی حال میں رہیں — گویا ے

میرے ہاتھوں کے تراشے ہوئے پتھر کے صنم
آج بت خانے میں خدا بنے بیٹھے ہیں

والی بات ہو گئی — یاد رکھیں یہ بات کسی طرح درست اور صحیح نہیں۔ اللہ کے نبی علیہ السلام نے ان باتوں سے روکا ہاں بڑے لوگوں" جو واقعۃً" بڑے ہوں ان کے احترام ان سے عقیدت اور ان کے ادب کی تعلیم دی لیکن حدود میں رہ کر — ایسے لوگوں کے اکرام کا حکم دیا لیکن "اکرام" کا مطلب اس میں غلو نہیں۔ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آپؐ کے جانثار ساتھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بوڑھے اور نحیف والد تشریف لائے (حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو آپ نے خود ان کا استقبال کیا۔ بلکہ یوں بھی فرمایا کہ مَیں خود ان سے مل لیتا — حقیقت یہ ہے کہ اس میں احترام اور ادب ہی کا سبق پڑھایا گیا ہے۔ اور اوپر کی روایت میں جو روکا جا رہا ہے اور سختی سے، اس کا مطلب وہ "نام نہاد احترام" ہے جو اسلام کی روح کے منافی اور شرف انسانیت کی تذلیل ہے۔

خدا کرے کہ ہم اسلام کی "معتدل تعلیم" کے مطابق زندگی گذار سکیں۔

نشر یہ ریڈیو پاکستان لاہور
۲۲ر جنوری ۸۱ء ۵ بجے شام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالصدق فانہ یھدی الی البر وھما فی الجنۃ وایاکم والکذب فانہ یھدی الی الفجور وھما فی النار۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

"حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سچائی کو لازم پکڑ لو اور ہمیشہ سچ ہی بولو کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور یہ دونوں ہی جنت تک پہنچا دیتی ہیں اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہو کیونکہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو بدکاری کے راستہ پر ڈال دیتی ہے اور یہ دونوں ہی دوزخ میں لے جانے کا سبب بنتے ہیں۔"

"سچ اچھا ہے اور جھوٹ بُرا۔"

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو اسلامی تعلیمات میں بڑی شدت سے بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ کہنا چاہیے کہ وہ تمام آسمانی مذاہب جن کے نام لیواؤں نے اپنی کتابوں کو اصل شکل میں رہنے نہیں دیا۔ وہ بھی اس حقیقت کے معترف ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہ وسلم جہاں دوسری خوبیوں اور کمالات سے متصف تھے وہاں صدق و سچائی میں آپ کو وہ مقام رفیع حاصل تھا کہ نبوّت سے قبل بھی آپؐ کا بڑے سے بڑا دشمن بھی آپؐ کی سچائی پر انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا۔ آپؐ نے اپنی تعلیمات میں اس سلسلہ میں بار بار توجہ دلائی۔

ایک روایت آپ نے ترجمہ سمیت سماعت فرمائی۔ ایک دوسری روایت ہیں جس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرمایا گیا کہ جب آدمی برابر سچائی کو اختیار کرتا ہے اور اس کو عبادت بنا لیتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسے "مقام صدیقیت" پر فائز فرما دیتے ہیں۔ اس کے بالمقابل جھوٹ کا عادی اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول سرور کائنات علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ چھ باتوں کو اپنا لو مَیں جنّت کی ذمہ داری لے لیتا ہوں۔ ان چھ باتوں میں سچ بولنا، وعدہ پورا کرنا، امانت کی حفاظت شامل ہیں۔ سچ اور جھوٹ گفتگو، قسم، شہادت اور تجارت وغیرہ زندگی کے ہر شعبہ میں موجود ہیں اور بندۂ مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر مرحلہ پر سچائی کو اپنائے۔ تجارت میں سچائی اپنانے والے تاجر کو نبی امّی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح قیامت میں انبیاء صدیقین اور شہداء کے زمرہ میں شامل ہونے کی خوشخبری دی اور فرمایا کہ تاجر بالعموم قیامت کے دن بدکارو

کے روپ میں اٹھائے جائیں گے۔ ہاں جس نے تجارت میں نیکی، تقویٰ، حسنِ سلوک اور سچائی کا برتاؤ کیا، وہ محفوظ ہو جائے گا۔

آپ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جھوٹ اور خیانت ایسی بری عادتیں ہیں کہ مسلمان کی طبیعت اور فطرت میں ان کی مطلق گنجائش نہیں۔ اور فرمایا کہ جھوٹ بولنے سے اس کی بدبو کے سبب فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان تمہیں سچا سمجھتا ہو اس سے جھوٹی بات کہنا سخت قسم کی بددیانتی اور خیانت ہے۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ کی ایک روایت کے مطابق جھوٹی گواہی کو آپ نے اللہ کے ساتھ شرک کے برابر گناہ قرار دیا۔ جھوٹی قسم کھانے والے کے متعلق فرمایا کہ وہ جب اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضب ناک ہوں گے اور ایک روایت کے مطابق ایسا شخص کوڑھی کی شکل میں اللہ سے ملے گا۔ آپ نے فرمایا کہ آدمی جو بات سنے اسے بغیر تحقیق کے آگے بیان نہ کرے ورنہ اس کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنی ہی بات کافی ہے۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہمارے گھر تھے، والدہ نے بچے کو بلایا اور کہا تجھے کھانے کی چیز دوں گی۔ حضور علیہ السلام نے میری والدہ سے پوچھا تم اسے کیا دینا چاہتی تھیں۔ اس نے عرض کیا، کہ ایک کھجور کا ارادہ تھا۔ فرمایا "اگر تم کچھ نہ دیتیں اور یہ محض دفع الوقتی ہوتی تو ایک جھوٹ تمہارے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا۔"

گویا آپ نے جھوٹ کی ایسی مخفی اقسام پر بھی متنبہ کیا۔ جن کا عام طور پر لحاظ نہیں کیا جاتا اور روا روی میں اس قسم کے جھوٹ بول دئے جاتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے جھوٹ کو منافقت کی تین چار نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا اور اس سے ہر طرح بچنے کی تلقین کی۔

حضرت حق جل و علیٰ مجدہٗ جو ہمارے خالق و مالک ہیں انہوں نے تقویٰ و پرہیزگاری اور سچوں کی رفاقت کا حکم دیا، جھوٹوں کو مستحق لعنت بتلایا اور حضرت حق سچوں سے محبت فرماتے ہیں اور ان کی امداد کرتے ہیں۔

الغرض سچ اور جھوٹ سے متعلق قرآن و حدیث میں اتنا کچھ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ اس کے برعکس ہماری معاشرتی زندگی جن بنیادوں پر استوار ہے ان کا تانا بانا سراسر جھوٹ اور خیانت سے بنا ہوا ہے۔ جس سے پرہیز ازبس ضروری ہے ورنہ دنیا کی رسوائی کے بعد آخرت کی ذلت سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچائی کی نعمت سے سرفراز فرمائے اور جھوٹ کی آفت سے بچائے۔ آمین!

بقیہ : مجلس ذکر

کوئی کچھ نظر آتا ہے صرف تم مجھے انسان نظر آئے ہو۔

وہی مجذوب حضرت لاہوریؒ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرتؒ درس قرآن و حدیث دیتے ہیں تو عالم ارواح میں "صدقت" (تو نے سچ کہا) کی آواز نکلتی سنائی دیتی ہے

حضرتؒ اپنا امتحان کرانے کے لئے اُن سے ملنے جایا کرتے تھے کہ کہیں میں کتّا بلّا تو نہیں ہوں۔ حضرتؒ اللہ تعالیٰ کے نہایت مقبول بندے تھے پھر بھی انہیں اللہ کا اتنا ڈر و خوف تھا ان کی ساری زندگی اللہ کے ذکر اور قرآن و حدیث کی تعلیم میں گذر گئی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے اور اسلام پر قائم رکھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت مدنیؒ تک کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ترین سلسلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سلسلہ سے ہمیشہ وابستہ رکھے اور ہماری موت اس حالت میں آئے کہ ہم اسلام پر قائم ہوں۔ آمین!

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

مقالہ خصوصی

سیرت کانفرنس — ایڈیٹر کے قلم سے

کئی سال سے ہمارے یہاں ربیع الاول میں سیرت کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ مرکزی اور صوبائی حکومتیں اپنے یہاں ان کا اہتمام کرتی ہیں۔ ایک آدھ سال تو دوسرے ممالک سے بھی اہل علم تشریف لائے لیکن اتفاق کی بات یہ ہے کہ ہمیں کبھی ان کانفرنسوں کو دیکھنے سننے کا موقع نہیں ملا۔ البتہ مختلف سامعین اور ناظرین سے جو رپورٹیں ملیں ان سے ہم نے کوئی اچھا تاثر قائم نہیں کیا۔ امسال بھی کانفرنسیں ہوئیں اور پنجاب حکومت کی طرف سے لاہور جناح ہال میں اس کا اہتمام ہوا۔ محکمہ اوقاف کی ذمہ داری تھی سامعین کے زمرہ میں ہمیں بھی شرکت کا کارڈ ملا، ایک چھوڑ دو کارڈ۔ جن میں سے ایک کا تعلق محض افتتاحی تقریب سے تھا اور دوسرا مجموعی طور پر کانفرنس کی علمی نشستوں کے لیے تھا۔ کانفرنس کی تاریخیں ۲۶ – ۲۷ر جنوری تھیں۔ ۲۶ر جنوری کو صبح دس بجے افتتاحی اجلاس تھا اور پھر ۲½ بجے مقالات کی نشست۔ جبکہ ۲۷ر جنوری کو ۹ بجے مقالات کی نشست تھی دونوں کارڈ، قیمتی اور خوبصورت تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں سوچنے لگا کہ ہمارے آقا و مولا تو ایسے نہ تھے۔ نہ ہی آپ کی یہ تعلیم تھی۔ آپ نے تو سادگی اور کفایت شعاری کی تعلیم دی اسی طرح زندگی گذاری۔

اب ان کی سیرت کا جلسہ اور انتظامات کی پہلی اینٹ ہی اتنی گراں؟

اتفاق دیکھیں کہ ۲۶ر جنوری کو بندہ بوجوہ شریک نہ ہوسکا۔ نہ ہی افتتاحی اجلاس میں نہ ہی مقالات کی نشست میں۔ ا گورنر پنجاب کو افتتاح کرنا تھا شریک ہوتا۔ تو اس دن سے متعلق بھی تفصیلاً عرض کرسکتا، معلوم ہوا کہ معاملہ ایسا ہی تھا۔ - - - - - - -

ایوب مارشل لاء سے پہلے ایک وزیراعظم سر فیروز خاں نون سے متعلق یہ لطیفہ بہت مشہور ہے کہ جلسہ میں انہیں درود شریف پڑھانے کا شوق ہوا خود کلمہ شریف پڑھنے لگے

- - - - - - -

لوگ اسلامی نظام کی بات کرتے ہیں اس علم و فضل کی روشنی میں وہ کیسے آتے جبکہ خلوص، دیانت بھی اسی ضمن میں آتے ہیں اور ان سے ہم تہی دامن ہیں۔ — دوسرے دن احقر نو بجکر دس منٹ پر پہنچ گیا ۹ بجے کا وقت تھا خیال تھا کہ ہال کھچا کھچ بھر چکا ہوگا لیکن محکمہ کے اکثر بڑے چھوٹے ملازمین ہال کے سامنے دھوپ تاپتے نظر آئے۔ ساتھ ہی انہیں "سامعین" کی تلاش تھی۔ محکمہ کی گاڑیاں ادھر سے ادھر دوڑ رہی تھیں۔ اور سامعین لائے جارہے تھے۔ ہم اوپر جاکر بیٹھ گئے محکمہ کے چند اعلیٰ افسر تشریف فرما تھے۔

"اے بیٹے! اس جماعت کی پیروی کر جو سوائے خداوند تعالیٰ کچھ خیال میں نہیں لاتی اور نہ اس کے سوا کچھ سنتے ہیں اور نہ اس کے سوا کچھ دیکھتے ہیں۔"
(نصائح غوث اعظمؒ)

اس اثنا میں محکمہ کی گاڑیوں کے ڈرائیور لوگوں کو لا لاکر اوپر ہال میں بٹھاتے رہے۔ دس بجے کے قریب ہال میں لوگوں کا اکٹھ ہوگیا۔ تو آج کے صدر تشریف لائے! یہ تھے۔ جسٹس شمیم حسین قادری صاحب قائمقام چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ! اب باضابطہ تلاوت ہوئی پھر اشعار پڑھے گئے اور پھر تقاریر و

مقالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ سٹیج کے منتظم نے مقررین و مقالہ نگار حضرات سے درخواست کی کہ وقت کم ہے اس لیے اختصار ملحوظ خاطر رہے۔ ۵ سے ۷ منٹ تک میں اپنا مافی الضمیر بیان کرلیا جائے ــــ ایک آدھ مقرر کو چھوڑ کر اس کی پابندی کون کرتا۔ ایک بجے یہ نشست ختم ہونا تھی۔ بارہ بجے چائے کا وقفہ ہوا۔ اور پھر مقررینؔ سامعین نے جن میں بڑے بڑے "علماء اور مشائخ" تھے۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضوں کے علی الرغم کھڑے ہوکر کھایا اور پیا بھی! احقر تو اس محفل میں شریک نہ ہو سکا۔ واپس چلا آیا۔ بعض مقررین اور مقالہ نگار باقی تھے بعد میں ان کا نمبر آیا اور پھر صاحب صدر نے الفت و محبت اور اتحاد و اتفاق کی قرآن و سنت کی واضح تعلیم کے علی الرغم اپنا خصوصی تشخص ظاہر فرما کر تقریر کی۔

- - - - - - - - - -

تقریریں ہیں تو سبحان اللہ۔ سیرت کی معروف و مسلم روایات کو ہر مقرر اور مقالہ نگار دہراتا ہے اور بس۔ بعض حضرات نے اپنے مضامین و عنوانات کا از خود اعلان کیا لیکن تقریر میں متعلقہ عنوان پر کچھ نہ تھا بعض مقالہ نگار حضرات کے مقالوں سے واضح ہو رہا تھا کہ وہ مختلف سیرت نگاروں مثلاً شبلی، سید سلیمان، قاضی سلیمان اور مولانا آزاد علیہم الرحمہ وغیرہ کی عبارات تھوک کے حساب سے نقل کرکے آئے تھے یہ اچھی بات نہیں۔ پھر سرور کائنات کی تعریف تو اس سے بڑی نیکی نہیں لیکن اصل ضرورت سیرت کی روشنی میں امت کے مسائل کا حل ہے اور اس کی کسی کو فکر نہیں۔ انٹرنیشنل ہوٹل جہاں مقررین ٹھہرائے گئے تھے وہاں سے لے کر جناح ہال تک اخراجات کی کیفیت کو دیکھ کر کوئی غیر مسلم کم از کم اسلام سے متاثر نہیں ہو سکتا۔

ہمیں یہ بھی احساس ہوا کہ دونوں دن کام کے تھے دفاتر میں چھٹی نہ تھی چھوٹا بڑا سارا عملہ یہاں موجود تھا اگر کوئی ضرورت مند صوبہ کے کسی حصہ سے کسی ضرورت کے لیے دفتر آجاتا تو کیا بنتا؟ ہم اس سیرت کانفرنس کے مقالہ نگار اور مقررین اور دوسرے عمائدین سے یہ فتویٰ طلب کریں گے کہ ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا اور اپنے دفتر میں بیٹھ کر پورے خلوص و دیانت سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا سیرت کا عملی مظہر ہے یا اس طرح کے پروگرام!

ہمیں احساس ہے کہ ہماری باتیں تلخ ہیں کسی کو اچھی نہ لگیں گی۔ لیکن ہم درخواست کریں گے کہ اس تلخ نوائی کو معاف کیا جائے ہم پر کسی قسم کی تہمت لگانے کی بجائے ہمارے جذبات کو دیکھا جائے ہم اسلامی نظام کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ سرکاری دوستوں کی تعریف و تحسین کے باوجود ہمارا احساس ہے۔ کہ مثبت سمت کوئی کام نہیں ہو رہا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں معاف کریں ــــ حکومت کو ٹھوس اور مثبت پروگراموں کی فکر کرنی چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ اس قسم کے پروگرام کس طرح صحیح معنوں میں نفع مند اور مفید ہو سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص و دیانت کی دولت سے نوازے۔

بقیہ: بلا سود بینک

سرگرمیاں اس حد تک محدود نہیں ہیں بلکہ جمعیتہ کی کوششوں سے مسلمانوں میں مذہبی ذوق اور دین سے رغبت برقرار رکھنے کے لیے دینی مدارس کے قیام کے سلسلہ کو بھی سارے ملک پر محیط کر دیا گیا ہے اور دینی مدارس کے قیام و انصرام میں جمعیتہ العلمائے ہند ہی نہیں ملک کی دوسری مسلم جماعتیں بھی شامل ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے ملک میں دینی تعلیم کے ابتدائی مکاتب کی تعداد پچاسوں ہزار ہو چکی ہے جن کی وجہ سے مسلمانوں میں دینی علوم کی چاشنی اور حلاوت بدستور موجود ہے اور یہ تحریک ایک ملک گیر تحریک کا روپ دھار چکی ہے۔

مرسلہ: محمد عمر خان گڑھ

سفر کی کوتاہیاں اور اُن کا علاج

از کتب حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ سفر کی کوتاہیوں کے ایک یہ بھی ہے بکثرت سفر بلا ضرورت کیا جاتا ہے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد میں ناپسند فرمایا ہے کہ جب سفر میں تمہاری حاجت پوری ہو جائے تو اپنے گھر جلدی لوٹ آؤ اس واسطے کہ سفر سے کھانے، پینے، سونے اور عبادات وغیرہ میں خلل پڑتا ہے۔

جب بلا ضرورت سفر مذموم ہے۔ تو معصیت کے لیے سفر کرنا تو بہت ہی قبیح ہوگا۔ پھر بعض امور تو صورۃً بھی معصیت ہیں جیسے کسی نامحرم عورت سے نفسانی خواہش پورا کرنے کو سفر کرنا، یا ناچ رنگ دیکھنے یا نامشروع شادی میں شریک ہونے کے لیے سفر کرنا بھی قبیح ہے۔

بعض آدمی رفیقانِ سفر سے ذرا ذرا سی بات پر الجھتے رہتے ہیں۔ کہیں اس بات پر کہ تم اپنی باری میں جاگے کیوں نہیں؟ کہیں اس پر کہ اسباب ہم اٹھاتے ہیں تم کیوں نہ اٹھاتے یا تم نے گاڑی کا کرایہ زیادہ دیا یا فلاں جگہ اتنا زیادہ کیوں خرچ ہوگیا۔ یہ بات سخت بد خلقی میں داخل ہے۔ بعض لوگ رفقاءِ سفر سے اچھا معاملہ رکھتے ہیں لیکن دوسرے مسافروں سے بد خلقی کرتے ہیں خصوصاً ریل میں اکیلا آدمی یا دو آدمی کئی کئی آدمیوں کی جگہ گھیر کر خود پھیل کر یا پاؤں پھیلا کر یا اسباب بستر پھیلا کر بیٹھتے ہیں اور نئے آنے والوں کو اکثر آنے نہیں دیتے یاد رکھئے یہ حق عبدی ہے دن قیامت سخت پرسش ہوگی کبھی زور و ظلم سے کام لیتے ہیں اگر کسی طریقے سے وہ گاڑی کے ڈبے میں آبھی جائیں تو ان کو جگہ نہیں دیتے۔ کئی کئی اسٹیشن وہ لوگ کھڑے آتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ اگر ہم ان کی جگہ ہوتے تو یہ ہماری جگہ تو ہم اس وقت ان سے کس معاملہ کے متمنی ہوتے۔ پس وہی معاملہ ہم کو ان سے کرنا چاہیئے۔

بعضے آدمی بلا ٹکٹ سفر کرتے ہیں یہ سخت ناجائز اور قبیح فعل ہے۔ بعضے لوگ مالک سواری سے بدعہدی کرتے ہیں مثلاً چار آدمی بٹھانے کا معاہدہ تھا اور بٹھا دیئے پانچ چھ آدمی اگر وہ نزاع بھی نہ کریں تب بھی اس کو جائز نہ سمجھنا چاہیئے اور یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ جب خاموش ہوگیا تو راضی ہی ہے۔ بعض دفعہ وہ نزاع بھی کرتا ہے مگر خواہ مخواہ اس کو دباتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں یہاں ایسی کیا بے مروّتی ہے؟ کبھی کہتے ہیں۔ یہاں سواریاں ہی کیا ہیں دو تین تو بچے ہی ہیں کبھی کہتے ہیں ایک آدھ روپیہ زیادہ لے لینا۔ کبھی کہتے ہیں کسی دوسرے وقت کسر نکال دیں گے۔ بعضے آدمی ریل یا لاری یا مشترک سواری مثلاً تانگہ وغیرہ میں ایسی فحش حرکتیں کرتے ہیں جس سے دوسروں کو اذیت ہوتی ہیں خاص کر ایسے غرباء کو اذیت ہوتی ہے جو ان کی وجاہت کے سبب ان کے سامنے دم نہ مار سکے۔ مثلاً سگریٹ پینا، پھر دھواں باہر چھوڑنے کا کوئی اہتمام نہ کرنا، یا قول و فعل سے فحش ہنسی مذاق کرنا اور اس کو مشغلۂ سفر سمجھنا۔ اگر دوسروں کو راحت نہ پہنچا سکے تو کم از کم تکلیف تو نہ دے۔

مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان

ریل یا لاری وغیرہ میں قانون سے زاید اسباب لے جانا خلاف شریعت ہے اگر ریلوے کے ملازمین اجازت بھی دے دیں۔

تو پھر بھی ناجائز ہے خواہ وہ کچھ لے کر اجازت دیں۔ یا ویسے ہی رعایت کر دیں۔ کیونکہ وہ ریل کے مالک نہیں۔

رئیس الاتقیاء حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی نوراللہ مرقدہٗ کی حکایت ہے کہ اسباب دکھانے کے بعد اگر کوئی شخص ایک خط بھی دیتا تھا کہ فلاں شخص کو دے دیجئے گا تو فرما دیتے تھے کہ گھوڑے والے سے اجازت لے لو۔ کیونکہ یہ مشروط سے زیادہ ہے۔ بعضے آدمی سفر میں نماز چھوڑ دیتے ہیں اور جی کو خود ہی سمجھا دیتے ہیں کہ وضو اور نماز میں بڑی مشکلیں پڑتی ہیں اس لیے قضا کر لیں گے مگر کوئی ان سے پوچھے کہ وہ مشکلیں قابلِ برداشت ہیں۔ یا ناقابل برداشت ہیں۔ اگر قابلِ برداشت ہیں تو فرض کے لیے برداشت کرو۔ اور اگر ناقابلِ برداشت ہیں تو جو لوگ سفر میں نماز کے پابند ہیں وہ کیسے برداشت کرتے ہیں؟

بعضے لوگ نماز تو پڑھتے ہیں لیکن اس کے شرائط و ارکان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے کوئی تیمم کر رہا ہے پانی اسٹیشن یا نل کے اندر موجود ہے مگر طبیعت قبول نہیں کرتی کہ وہ پانی پاخانہ کا ہے گو اس میں پاخانہ ملا ہوا نہیں منسوب پاخانہ کی طرف ہے۔ غضب کی بات ہے کہ شریعت کے ہوتے ہوئے طبیعت کو کیوں ترجیح دی جاتی ہے۔ یہ سب نفس کے حیلے بہانے ہیں۔ خوب یاد رکھو گاڑی کی لیٹرینوں میں جو پانی ہوتا ہے وہ پاک ہوتا ہے۔ اس سے وضو ٹھیک ہو جاتا ہے۔

بعضے استقبال قبلہ ہی کی ضرورت محسوس نہیں سمجھتے۔ محض اس لیے کہ رُخ سیدھا کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ سو دیکھ لینا چاہیئے کہ لوگ دنیا کے کسی کام کے لیے بڑی سے بڑی تکلیف بھی گوارا کر لیتے ہیں۔ نماز ایک فرائض کا اہم جزو ہے اس کے بارے میں خفیف سی تکلیف کو کیوں نہیں برداشت کر لیا جاتا۔

بعضے آدمی کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھتے حالانکہ نماز میں قیام فرض ہے اور درمختار و ردالمحتار میں تصریح ہے کہ کسی سہارے سے کھڑا ہو سکے تو تب بھی کھڑا ہونا فرض ہے۔

بعضے آدمی باوجودیکہ جماعت کر سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی تنہا تنہا پڑھ لیتے ہیں۔ سفر میں دو چار رفیقوں کے ہوتے ہوئے جماعت کا ترک کرنا دیانات کے خلاف ہے۔

بعضے آدمی اس قدر محتاط بنتے ہیں کہ اُن کی احتیاط درجۂ تشدد تک پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً ریل کے اندر ہرگز نماز نہیں پڑھیں گے اسٹیشن ہی پر اترنا فرض سمجھیں گے جس میں بعض اوقات طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مثلاً اسباب ریل میں رکھا ہے۔ طبیعت ادھر مشغول رہی یا پھر دوسرے مسافروں نے ان کی جگہ پر قبضہ کر لیا، یا نہیں کیا لیکن اس احتمال پر پریشانی رہی یا گاڑی نے سیٹی دے دی اب ان صاحب کو نیت توڑ کر گاڑی کے پیچھے بھاگنا پڑا۔ بعض اوقات گاڑی چھوٹ گئی جو لوگ ہمیشہ دین کو مخل دنیا کہا کرتے ہیں اس بے اعتدالی کے کرنے سے اس کا تنفر اور توحش اور بڑھ گیا اور دل میں کہتے پھریں گے کہ دین پر عمل کرنے سے یہ پریشانی اور مضرت ہوتی ہے اس جاہل کو کون سمجھائے کہ اس کی پریشانی کا سبب خود اس کا تشدد اور غلط عمل ہے نا کہ دین۔

بعض اوقات اسٹیشن پر اتر کر امام صاحب ایسے تجویز ہوتے ہیں کہ وہ فرصت کا وقت پا کر رکوع سجود اور قرات میں تطویل سے نماز کو لمبی کر دیتے ہیں۔ اگر گاڑی نہ بھی نکلے تب بھی مقتدیوں کو بے تابی اور اضطراب ہوتا ہے۔ سو حدیث وَلَا تعسرا و بشرا ولا تنفرا (ترجمہ) تم دونوں کو چاہیئے کہ آسان طریقہ اختیار کرو۔ اور لوگوں کو تنگی میں نہ ڈالو بشارت سناؤ ان کو نفرت نہ دلواؤ۔ ظاہراً قول اور فعل دونوں کو عام ہے

(از اصلاحِ انقلابِ اُمت)

فرموداتِ ربّانی

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (الفجر ۱۴)

بلاشبہ تیرا پروردگار تو تجھے ہر دم جھانک لگائے تاک رہا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (الانعام ۱۰۳)

اگرچہ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا مگر وہ سب کو دیکھتا ہے۔

(قسط نمبر ۴)

ابلیس کی آخری وصیّت

اکٹر لال دین اخگر، ایم، اے، پی، ایچ، ڈی۔ شیخوپورہ

ابلیس: حاضرین میں اولادِ آدم کے تمام اداروں کے انچارج موجود ہیں اب مَیں اُن کو موقع دیتا ہوں کہ وہ باری باری سٹیج پر آ کر اپنے عزائم کا اظہار کریں تاکہ مجھ کو یقین ہو جائے کہ میرے جیالوں کی موجودگی میں قرآن اور محمّد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم) کی بالادستی ماننے والے کسی صورت میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

میرا کمزور دماغ ہر قسم کی تجاویز کے سوچنے سے عاری ہے۔ لیکن بڑا ممکن ہے مَیں اپنے نوجوان مشیروں کی حوصلہ افزائی پر زندگی کے آخری سانس قدرے سکون سے گذار سکوں۔ یاد رہے۔ اگر آج سے ہم نے رات کی نیند اور دن کے چین کو اپنے اوپر حرام نہ کیا اور ہماری یہ وسیع و عریض سلطنت ہمارے ہاتھوں سے چھن گئی تو یقیناً آپ کے آباء و اجداد کی صدیوں کی کوششوں کا حاصل دم زدن میں خاک میں مل جائے گا۔ لہٰذا مَیں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنے مسلک (خصومتِ اولادِ آدم) کی بقا کے لئے بحر و بر پر چھا جائیں اور آئندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔

سکریٹری جنرل:۔ میرے عزیز ساتھیو! ہمارے جہاں پناہ نے ہمارے سامنے جو حالات رکھے ہیں ان کے پیشِ نظر ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اپنے شعبوں میں نہایت مستعدی سے مصروفِ عمل ہو جائیں۔ اور اس آفتِ موہومہ کے مقابلے کے لئے سینہ سپر ہو کر ڈٹ جائیں۔ سب سے پہلے مَیں پاکستان کے اربابِ حکومت کے انچارج کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اپنے بلند ارادوں کا اظہار فرمائیں۔

انچارج اربابِ حکومتِ پاکستان: میرے محترم آقائے نعمت! آپ کو اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ مَیں نے ابتدا سے آج تک آپ کے ارشادات کی تعمیل میں اپنی جان تک لڑا دی ہے۔ بڑے بڑے گھرانوں کو مَیں نے اس طرح برسرِ پیکار رکھا کہ ان کی زندگی لوگوں کے لئے عبرت ناک بن گئی۔ مَیں نے ہر زمانے میں ہمرنگِ زمیں جال پھیلائے لہٰذا زمانہ بھر کے زیرک اور متقی لوگ میرے دامِ تزویر میں پھنستے رہے۔ خلیفۂ دوم کے قتل سے لے کر بنو امیّہ اور بنو عباس تک اور پھر آج تک اقتدار کی تمام جنگوں میں میری اَن تھک کوششیں کارفرما رہیں۔ حسد اور جاہ طلبی کے وبائی امراض شاہی خاندانوں میں عام کرنا میرا مقدّس فریضہ ہے اولادِ آدم پھولتی پھلتی رہی۔ انبیاء اور مرسلین کا منحوس سلسلہ جاری رہا۔ لیکن مَیں نے آپ کے اشاروں سے تمام بستیوں میں انبیاء کا قدم جمنے نہ دیا۔ اور یہ کام ہمیشہ وہاں کے امراء اور رؤسا سے ہی لیا۔ نبیوں کا قتل بستیوں سے اُن کا اخراج، اُن پر پتھراؤ کرانا میرے ساتھیوں کا مشغلہ بنا رہا۔ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ ابتداء سے میرا منصب ان لوگوں کو گمراہ کرنا ہے جن کے دماغ میں زرطلبی اور جاہ طلبی کی ہوس موجود ہو جو اپنے مقابلے میں کسی کے اقتدار کو پسند نہ کرتے ہوں، جو ہر الیکشن میں فریب دہی، جھوٹے وعدوں، خود ستائی اور فخر و مباہات کو اپنی فتح و کامرانی کا ذریعہ بنائیں۔ لہٰذا مختلف پارٹیوں میں کورانہ تعصب، آتشِ عناد اور افراد میں باہمی منافرت کو عام کرنا میرا فرض رہا۔

آمدم برسرِ مدّعا!

جب پاکستان کا وجود محمد علی جناح کی کوششوں سے عالمِ ظہور میں آیا تو اس وقت ہم نے اولادِ آدم کے دلوں میں آتشِ خصومت کو اس قدر بھڑکایا کہ قتل و غارت کی گرم بازاری یوں دیکھنے میں آئی کہ جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ قرار دادِ پاکستان کو اسلامیہ جمہوریہ کی قراردادوں کو پاس ہوتے دیکھ کر ہم نے اپنے استادِ کل کے دعویٰ کو پورا کرنے کے لئے کمریں کس لیں اور حکومتِ پاکستان کے وزراء کو دوسرے کاموں میں اس قدر الجھائے رکھا کہ اُن کو اب تک کتاب و سنت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی فرصت نہیں دی۔ وقتاً فوقتاً مُلّا لوگوں نے بے معنیٰ شور و غل مچانے کی کوشش کی۔ لیکن ہمارے معتمد آزمودہ کار کارکنوں نے اُن کی ایک بھی چلنے نہ دی — مسٹر جناح اور لیاقت علی کی قراردادیں ابھی تک طاقِ نسیاں پر دھری پڑی ہیں۔ (تالیاں۔ نعرے)

آج ہمارے صدرِ محترم کو صدرِ پاکستان کے اعلانات سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مَیں اپنے جانبازوں (شیاطین الجن والانس) کی مدد سے پاکستانی اربابِ حل و عقد کو دقیانوسی نظام سے نفور اور دور رکھوں گا۔ آپ دیکھیں گے ان لوگوں میں وحوش و بہائم کی طرح ذاتی اغراض پر ہمیشہ جنگ جاری رہے گی۔ بات بات میں ان میں جوتی پیزار تک نوبت پہنچے گی۔

بھائیو! کتاب و سنت کے اجراء کے صدیقی و فاروقی وحشیانہ قلب ونظر کی ضرورت ہے۔ مگر پاکستان میں ہمیں اُس بدوی تہذیب کے حامی خال خال بھی نظر نہیں آتے۔ ان کے شاعر اقبال نے ان کو خوب کھری کھری سنائی ہیں ہے تو وہ بدبخت ہمارے مشن کا دشمن لیکن مسلم قوم میں جو ہمارے چیلے چانٹے ہیں اُن کو بڑی بے باکی سے کہتا ہے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

ہزار شکر ہے کہ پاکستان بننے سے وہ پہلے ہی مرگیا، بڑا ناصح تھا جادوگر تھا، جادوگر!

میرے واجب الاحترام صاحبِ صدر اور معزّز حاضرین! اقبال سچّا تھا۔ جو قوم آج سے صدیوں پہلے تارکِ آئینِ رسولِ عربیؐ ہو۔ ہم اُس قوم کے چند سرپھروں کے بے اثر دعاوی سے کیوں گھبرائیں؟ یہاں تو خیریت سے پاکستان میں ابھی تک شراب کے دلدادہ، رقص و سرود کے رسیا، بال روموں کے حاضر باش، آزادئ نسواں کے مؤیّد، کنبہ پروری کے مریض، رشوت ستانی کے عادی، مذہبیت سے بیزار، صوم وصلوٰۃ کے تارک، امریکہ و برطانیہ کے حاجی، روسی نظام کے مدّاح اور فیشن پرستی میں نقّال ابن نقال۔ بات تو دشمن کے منہ سے نکلی ہے مگر صداقت کی تو ہر موقعہ پر داد دینا پڑتی ہے۔ اقبالؔ کالج کے نوجوان کو دیکھ کر کہتا ہے۔ ع

مردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس!

صدرِ محترم! یاد رکھئے! کچھ نہیں ہوگا۔ آخر فتح ہماری ہے۔ دعا ہے آپ کا پدرانہ سایہ رہتی دنیا تک ہمارے سروں پر رہے۔ تمام مذاہب کے پرستار آپ کے اشاروں پر چلتے ہیں۔ رہا یہ نام نہاد مسلمان! ہم کو آپ کی طاغوتی عظمت کی قسم! آپ کے خادم قیامت کی حدوں تک اس ظالم قوم کا پیچھا کریں گے اور ان کے دلوں سے روحِ محمّد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نکال کر دم لیں گے۔

(تالیاں، نعرے، نظامِ ابلیس زندہ باد، نظامِ مدنی مردہ باد، ضیاء الحق مردہ باد!)

ایک ضروری اعلان

بعض حضرات پرچہ کی خریداری، بل، اشتہار کی رقوم ادارہ کے بعض افراد کے نام ارسال کر دیتے ہیں۔ جس سے خاصی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں — ازراہ کرم اس سلسلہ کی جملہ رقومات مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے نام ارسال کریں — ضروری ہے۔

(ناظم)

بھارت کے مسلم رہنما مولانا اسعد مدنی سے اظہر کا انٹرویو

بھارت میں ایک سو سے زائد

بلاسودی بنک کام کر رہے ہیں

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین استاد العرب والعجم امام حریت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے خلف الرشید وجانشین، جمعیۃ العلماء ہند کے سربراہ، ممبر ہند پارلیمنٹ مولانا سیّد محمد اسعد مدنی متع اللہ المسلمین بابقائہم پچھلے دنوں رابطہ عالم اسلامی کے ایشیائی سیکرٹیریٹ کی میٹنگ منعقدہ اسلام آباد میں شرکت کی غرض سے پاکستان تشریف لائے تو آپ نے پاکستان بھر کا ہنگامی دورہ کیا۔ اس دوران آپ کراچی، سکھر، دین پور شریف، بہاول پور، ملتان، ساہیوال، لاہور، پشاور، سخاکوٹ (مردان)، اکوڑہ خٹک اور راولپنڈی اسلام آباد تشریف لے گئے — کراچی سے شائع ہونے والے ملک کے کثیر الاشاعت اخبار "جنگ" کے اشتیاق اظہر نے آپ سے انٹرویو لیا۔ جو "جنگ" کے جمعہ ایڈیشن ۱۶ر اور ۲۳ر جنوری کی اشاعتوں میں چھپا — یہ خیال انگیز اور فکر زا انٹرویو محفوظ کرنے کی غرض سے پیش خدمت ہے — (ادارہ)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی کے خلفاءؒ نے اور ان خلفاء کے خلفاء اور معتقدین نے جنوبی ایشیا میں حریت فکر اور آزادئ رائے کے لیے جو جدوجہد کی وہ سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے لیکن سلسلہ امدادیہ صابریہ چشتیہ کے بزرگوں نے کرہ ارض کے اس اہم خطہ میں احیائے اسلامی کی تحریکات کو بھی جو تابندگی اور توانائی بخشی ہے وہ بھی ہماری قومی تاریخ کا ایک انمول باب ہے اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور ان کے دَور کے دوسرے بزرگانِ دین کی دعاؤں اور تمناؤں سے قائم ہونے اور پھلنے پھولنے والا دارالعلوم دیوبند تو خدمت وطن اور خدمت اسلام میں اپنا جواب ہی نہیں رکھتا بلکہ ۱۸۵۷ء کی ناکام تحریکِ آزادی اور بھارت اور پاکستان کی کامیاب جدوجہد آزادی کی داستان تو سلسلہ امدادیہ چشتیہ صابریہ سے تعلق رکھنے والوں کے روح پرور کارناموں کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوسکتی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد حاجی امداد اللہ تو ہجرت فرما کر جزیرہ نمائے عرب تشریف لے گئے اور مکہّ معظمہ ان کی باقیماندہ زندگی کا مرکز اور محور بنا مگر آپ نے اپنے دو بڑے خلفاء کو ان کی مرضی کے باوجود اپنے ہمراہ لے جانا گوارہ نہ کیا اور فرمایا تم دونوں یہیں جنوبی ایشیا میں ہی رہو کہ اللہ تعالیٰ کو تم سے یہیں کام لینا ہے۔ یہ دو خلفاء مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی تھے جن کے دم قدم سے دارالعلوم دیوبند ہی نہیں اس نوع کے متعدد دوسرے دینی مدارس بھی سہارنپور، گنگوہ، تھانہ بھون، گلاؤٹھی، خورجہ، نگینہ، جلال آباد اور دوسرے مقامات پر جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد کی پہلی اور دوسری دہائی میں قائم ہوئے بظاہر تو یہ تمام دینی مدارس دینی علوم کی ترویج و اشاعت کے لیے ہی قائم کئے گئے تھے مگر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جو بعد میں واقعات سامنے آئے ان سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ یہاں بھی شاہ ولی اللہ کے مدرسہ رحیمیہ کی طرز پر نوجوان مسلمانوں کو آزادی اور حریت کی تعلیم دی جاتی تھی جس کا مشاہدہ ریشمی رومال تحریک کی صورت میں بھی کیا جا سکتا ہے اور جس وقت بھارت اور پاکستان آزادی کے

ابھرتے اور چڑھتے ہوئے سورج کی جلوہ ریزیوں سے ممنون و متشکر ہو رہے تھے اس وقت جمعیۃ العلماء ہند کے سربراہ بھارت میں اور جمعیۃ العلماء اسلام کے سربراہ پاکستان میں شیخ الاسلام کی مسند کو رونق بخش رہے تھے۔ اور یہ دونوں شخصیتیں جانشین شیخ الہند کی حیثیت سے جنوبی ایشیا میں رشیدی اور قاسمی علوم و فنون کے پیکر و مظہر کی حیثیت بھی رکھتے تھے اور دیوبندی مکتب فکر کے نمائندوں کی حیثیت سے دونوں ملکوں کی تحریکات آزادی پر ان کی اتنی گہری چھاپ تھی کہ ملمع سازوں کی تمام کوششوں کے باوجود انہیں پاک و ہند میں انتہائی عزت و احترام کے ساتھ دیکھا جاتا ہے اور ان کی جماعتوں کی پاک و ہند کی سیاسی زندگی میں بڑی اہمیت رہی ہے۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کی جمعیۃ العلمائے اسلام جس کے سربراہ بعد میں مولانا ظفر احمد عثمانی بھی رہے ایک طویل عرصہ تک پاکستانی مسلمانوں کی خدمت سرانجام دیتی رہی اور سید سلیمان ندوی اور مولانا مفتی محمد شفیع بھی اپنے اپنے دور میں ان بزرگوں کے رفیق سفر بنے اور ان کے بعد اسی ادارہ کے مولانا مفتی محمود نے تو پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ کی حیثیت سے ۱۹۷۷ء کی تحریک بحالیٔ جمہوریت میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ بلکہ اس سے قبل تحفظ ختم نبوت کی تحریک میں اس مکتبہ فکر کے ایک اور نمائندے مولانا محمد یوسف بنوری نے تو یوں حاجی امداد اللہ کی سیاسی اور دینی بصیرت کے ایک اور امین کے خلیفہ کی حیثیت بھی رکھتے تھے ہمارے پاکستانی مسلمانوں کی نیابت اور نمائندگی کا کما حقہ، حق ادا کر دیا۔

لیکن بھارت میں حصول آزادی کے بعد مسلمانوں کو ابتداء میں بھی ابتلا اور اضطراب سے گذرنا پڑا اس کا مقابلہ بھی دیوبندی ارباب علم و بصیرت نے بڑے عزم و حوصلہ سے کیا۔ تقسیم کے فوراً بعد بھارت پر راشٹریہ سوک سنگھ، جن سنگھ اور ان کے حامیوں اور حمائتیوں کا اتنا غلبہ تھا کہ دہلی تو ایک طرف رہی مغربی یوپی کے مسلمانوں کا چین اور سکون تک غارت ہو چکا تھا اور مشرقی پنجاب میں تو پہلے ہی مسلمانوں کا نام صفحہ ہستی سے مٹایا جا رہا تھا اور جو مسلمان فرقہ پرستوں کی چیرہ دستیوں سے بچ نکلے تھے، انہیں ترک وطن کرکے پاکستان میں قیام پذیر ہونا پڑتا تھا۔ اس حوصلہ شکن اور ہمت توڑ ماحول میں دیوبندی حلقۂ فکر کے تین بڑے، یعنی شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی اور حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری سرگودھوی نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ وہ نقل وطن نہیں کریں گے اور اپنے دینی بھائیوں اور اور اپنی دینی تعلیم گاہوں کو بے سہارا چھوڑ کر نہیں جائیں گے اور ان حضرات نے اپنے فیصلوں کو صحیح اور سچا کرکے بھی دکھا دیا لیکن تنہا یہی فیصلہ بھارتی مسلمانوں کی حفاظت اور دفاع کے لیے نہیں تھا۔ ان حضرات گرامی نے اور ان کے خلفاء اور معتقدین اور ان سے وابستہ جماعتوں اور تحریکوں نے بھی اپنے جذبہ عمل سے بھارتی مسلمانوں کو بے یار و مددگار چھوڑنا گوارا نہیں کیا اور دین متین کی حفاظت میں جان کی بازی لگا دی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بھارتی مسلمانوں کو آجکل کے بھارتی معاشرہ اور سیاست میں کلیدی اہمیت حاصل ہو چکی ہے اور ملک کی ہر سیاسی پارٹی جس میں جن سنگھ جیسی فرقہ پرست جماعت بھی شامل ہے مسلمانوں کی امداد و اعانت کی ضرورت سے بخوبی آگاہ ہے۔

ان تین بڑوں میں دو کا تعلق تو حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی دینی دعوت سے تھا اور اس بارے میں ارباب وطن کو اتنی زیادہ معلومات حاصل ہیں کہ اس دعوت کے فیوض و برکات کے تذکرہ مزید سے ان کے وقت کا زیاں ہی ہوگا لیکن جمعیۃ العلمائے ہند نے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کی زیر قیادت جو حضرت مولانا امداد اللہ نہاجر مکی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت شیخ الہند کے علوم و معرفت کی امین تھی اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت مولانا اسعد مدنی کی زیر قیادت بھارت میں مسلمانوں کی حفاظت اور علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت اور نظام اسلام کے فروغ کے سلسلہ میں جو خدمات انجام دے رہی ہے اس سے اہل وطن کی آگاہی اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہمارے ملک میں بھی آج کل نظام اسلام کے نفاذ کی کوششوں کا سلسلہ جاری ہے اور ہمارے ذرائع ابلاغ آج کل بلاسودی معیشت کے پروپیگنڈہ میں مصروف و منہمک نظر آ رہے ہیں۔

ہماری یہ خوش قسمتی تھی کہ اس ضمن میں ہمیں مولانا اسعد مدنی سے جو جمعیۃ العلمائے ہند کے صدر ہونے کے علاوہ بھارتی پارلیمنٹ

کے ایوان بالا کے بھی رکن ہیں۔ گذشتہ دنوں ملاقات کا موقع مل گیا۔ جس کے نتیجہ میں ہم اہل وطن کو جمعیۃ العلمائے ہند کی سرگرمیوں اور نقطہ نگاہ سے واقف کرانے کی ذمہ داری بہ طریق احسن سرانجام دے سکتے ہیں۔ مولانا اسعد مدنی رابطہ عالم اسلامی کی ایشیائی کمیٹی میں بھارت کے نمائندے بھی ہیں اور اسی حیثیت سے وہ اس کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لیے خاص طور پر بھارت سے پاکستان تشریف لائے تھے اور اس میں شرکت کے بعد اسلام آباد سے واپس وطن بھی تشریف لے گئے۔ مگر ان کے اسلام آباد سے جانے سے قبل دارالعلوم کراچی کے مہمان خانہ میں ہماری ان سے جو ملاقات ہوئی اس کی اس مضمون میں ضروری تفصیل بیان کی جارہی ہے۔

چونکہ آج کل ہمارے ہاں بلاسودی بنیکاری کا بڑا چرچا ہے اس لیے ہم نے ان سے ان کوششوں کی سب سے پہلے وضاحت چاہی جو وہ اور ان کے ساتھی بھارت میں مسلمانوں کے لیے بلاسودی بنیکاری کی سہولتیں فراہم کرنے کے سلسلے میں کر رہے ہیں تاکہ یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ مولانا مدنی اور ان کے ساتھی حکومتی تعاون، حکومتی ذرائع ابلاغ کی مہربانی اور حکومتی محکموں کے امداد و تعاون کے بغیر اپنے مسلمان بھائیوں میں بلاسودی بنیکاری کا ذوق و شوق کس طرح پیدا کر رہے ہیں۔

ہم نے ان سے اس سلسلہ میں جب وضاحت اور تفصیلات چاہیں تو مولانا مدنی نے اس سلسلہ میں ہمیں اپنا مطبوعہ لٹریچر فراہم کر دیا۔ جس میں دیوبند کے مسلم فنڈ سے متعلق تمام احوال و کوائف کا تذکرہ موجود تھا۔

جمعیۃ العلمائے ہند اور دوسری مسلم جماعتوں نے بھارت میں پچاسوں ہزار دینی مکتب قائم کرائے!

یہاں تک کہ اس کے دستور اساسی اور افادیت کے موضوع پر بھی ضروری مواد بھی اس مطبوعہ لٹریچر میں شامل تھا۔

مولانا مدنی نے فرمایا کہ ہم نے بلاسود بنیکاری کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کے تتبع میں ہے۔ جنہوں نے تقسیم برصغیر سے برس ہا برس پہلے سندیپ (چٹگاوں) میں ایک ادارہ قائم فرمایا تھا اور اس کے ذریعے حاجت مندوں کو بلاسودی سرمایہ فراہم کیا جاتا تھا مگر اس تحریک میں جان اس وقت پڑی جب تقسیم کے نتیجہ میں بھارتی مسلمانوں کی اقتصادی ترقی کے تمام راستے محدود ہو گئے اور انہیں اپنی مدد آپ کے اصول کے تحت اپنے اقتصادی مسائل کا حل ڈھونڈنا پڑا۔ اس بار بھی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی ہی بار آور ثابت ہوئی اور آپ ہی کی کوششوں سے ٹانڈہ ضلع رام پور، اترپردیش میں مسلم فنڈ جیسی طرز کی جب سکیم کا اجراء عمل میں آیا تھا تو اس سے مزید استفادہ کی مزید راہ نکالی گئی لیکن

لیکن اس ضمن میں عملی کوششوں کا آغاز دیوبند ہی کی سرزمین سے ہوا جہاں میری کوششوں سے ۱۱ر ستمبر ۱۹۶۱ء کو مسلم فنڈ دیوبند کا قیام عمل میں آیا۔ مولانا اسعد مدنی نے فرمایا کہ یہ افتتاحی تقریب دیوبند کے طویل و عریض ہال میں منعقد ہوئی۔ جس میں میری اپیل پر اسلامی فنڈ دیوبند کے لیے ایک ہزار ۲۴ روپے ۵۰ پیسے جمع ہو گئے اور اس طرح قائم ہونے والے فنڈ کا فی الوقت سرمایہ باسٹھ لاکھ روپیہ ہے جس کا اب اپنا الگ دفتر بھی ہے اور متعدد ہمہ وقتی کارکن بھی ہیں۔

مولانا اسعد مدنی نے اس موقع پر پھر اپنے گرانقدر والد کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مسلمانان ہند کی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے۔ جس میں انہوں نے مجددانہ رہنمائی نہ فرمائی ہو" اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ہم نے مسلم فنڈ دیوبند کے قیام کے سلسلہ میں ٹانڈہ کے اسلامی فنڈ سے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ہی کی سرپرستی حاصل رہی ہے استفادہ کیا اور ہمارے ایک سرگرم کارکن نے اس کی کارکردگی کا بہ نظر غائر معائنہ کیا اور اس کی روشنی ہی میں مسلم فنڈ دیوبند کا نظام قائم کیا گیا" اور" اب تو خدا کے فضل و کرم سے ملک کے طول و عرض میں ایک سو سے بھی زیادہ بلاسودی بینک کام کر رہے ہیں جو ایک مرکزی بینک کے تحت تو نہیں ہیں لیکن غیر سرکاری سطح پر ان کے درمیان رابطے اور روابط موجود ہیں۔

اس کے بعد مولانا اسعد مدنی نے بتلایا کہ

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

مکتوب مدینہ منورہ

فیصل......

ہجرت نبوی کا مقصد

امام مسجد نبوی کے خطبۂ جمعہ کا اردو ترجمہ

خطبۂ اولیٰ: حمد و ثنا کے بعد:

مسلمانو! زندگی کے یہ لمحات، شب و روز ماہ و سال، مسلسل گزرتے جا رہے ہیں۔ آج کا جمعہ چودھویں صدی کا آخری جمعہ ہے گویا کہ یہ صدی بھی ختم ہونے کو ہے اور ہم پندرھویں صدی میں قدم رکھنے والے ہیں، صدی کا اختتام و آغاز ہمیں نئے سرے سے یہ دعوتِ فکر دیتا ہے کہ ہم سوچیں کہ تخلیقِ انسان کا مقصد کیا ہے؟ ہمیں اس زندگی میں کیا کرنا چاہیئے اور ہم کیا کر رہے ہیں؟ کیا مال و دولت کا حصول، عزت و شہرت و حکومت کا حصول ہمارا مقصد ہے؟

تخلیق انسانی کے مقاصد بہت عظیم ہیں اسلام ہمیں وہ مقاصد سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کا درس دیتا ہے جن پر معاشرہ کی دنیوی، سیاسی، معاشرتی، معاشی، اخلاقی اور اخروی زندگی کی کامیابی کا دار و مدار ہے۔

ہمیں ہمہ وقت اپنا احتساب کرنا چاہیئے کہ ہماری زندگی کا ہر ہر لمحہ، ہر دن، ہر ہفتہ، ہر ماہ و سال کیسے گزرے اور کیسے گذر رہے ہیں۔

اگر تو مقصد تخلیق کی تکمیل ہو رہی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں اور اگر ایسا نہیں ہے تو توبہ کریں اور اپنی اصلاح کریں۔

سنہ ہجری کا آغاز آنحضور کی ہجرت سے ہوتا ہے اور اس ہجرت کا بڑا مقصد خصوصاً مسلمانوں اور عموماً تمام انسانیت کی اصلاح و فلاح تھا۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ کو چھوڑا، پیارے وطن مکہ کو چھوڑا اور یہ سب کچھ اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوں۔ اور احکام خداوندی کا نفاذ ہو۔

اس ہجرت کا مقصد مال و دولت، شہرت وغیرہ نہ تھا۔

ارشاد ربانی ہے: لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

آج اگر ہم صدق دل سے اشاعت و ترقی اسلام و مسلمین چاہتے ہیں تو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرنی چاہیئے اور اس سلسلہ میں جو کام کریں وہ مال و دولت، عزت و شہرت، نام و نمود کے لیے نہیں بلکہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے کریں اور اس مقصد کے حصول کے لیے اگر مال، جان، قوم، قبیلہ، وطن کو قربان کرنا پڑے تو پھر بھی اس سے دریغ نہ کریں۔

جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آپ کے حکم کے مطابق مہاجرین نے بھی ہجرت کی اور مال اولاد قبیلہ، وطن کو خیرباد کہا۔ مصائب آئے تو اس پر صبر کیا۔

ادھر انصارِ مدینہ نے ایثار و قربانی کی عظیم مثالیں قائم کیں۔ مہاجرین و انصار کی انہی محنتوں کے نتیجہ میں اطراف و اکناف عالم میں اسلام پھیلا۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصٰلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولٓئک ھم الفاسقون۔

اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ انہیں ضرور ملک کی حکومت عطا کرے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو عطا کی تھی اور ان کے لیے جس دین کو پسند کیا ہے اسے خود مستحکم کر دے گا اور البتہ ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہا کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے وہی فاسق ہوں گے۔

جب ہم ان حضرات کی تاریخ پر غور کرتے ہیں تو یہ ارشاد عملی صورت میں سامنے آتا ہے کہ ان کی مخلصانہ جدوجہد کے نتیجہ میں ربع صدی میں ہی دین اسلام کی حقانیت دنیائے عالم پر واضح ہوگئی۔ حق و باطل کے معرکوں میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ کی مدد شامل رہی اور چونکہ مسلمانوں کی عملی زندگی اسلامی تعلیمات کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا: وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ۔ (یعنی تم ہی غالب رہو گے، بشرطیکہ تم ایمان دار ہو۔)

ارشادِ ربانی ہے:۔ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔

(آج میں تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر چکا ہوں اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے)

اس کے بعد جب ہم اپنے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو مایوسی ہوتی ہے ہم زوال کا شکار ہیں جس کا سبب ہماری بداعمالیاں ہیں۔ ورنہ اسلام اس کی برکات، بعینہٖ وہی ہیں جو پہلے تھیں ہم دیکھتے ہیں جب تک مسلمان ان تعلیمات پر عمل پیرا تھے، دنیا پر غالب تھے۔ اب اگر صدق دل سے اسلام و مسلم کی ترقی کو طلبہ چاہتے ہیں تو اس کے لیے ہمیں اپنے زوال کے اسباب کو معلوم کرنا ہوگا تاکہ ان کو ترک کرکے ترقی کے اسباب کو اختیار کر سکیں — مسلمانوں کے زوال کا ایک بڑا سبب باہمی انتشار ہے۔

وقت کا تقاضا ہے کہ ہم "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ" کا عملی مظاہرہ کریں۔ اور دشمنان اسلام و مسلمین کی سازشوں کو کامیاب نہ ہونے دیں۔ جو مسلمانوں میں انتشار پیدا کرکے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو پارہ پارہ کر دینا چاہتے ہیں۔

اے مسلمانو! یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے ابتداء ہی سے دشمنانِ اسلام اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح اس دنیا سے اسلام کا نام تک مٹا دیں اور اس مقصد کے لیے وہ ہر لحظہ نئے منصوبے بناتے اور انہیں عملی جامہ پہناتے رہتے ہیں۔

ہمیں اگر اپنی بقاء عزیز ہے تو لازم ہے کہ دشمن کی چالوں کو سمجھیں اور اپنے تحفظ کا سامان کریں آج وقت کا اہم ترین تقاضا یہ ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات کو عام کریں اور دشمنان اسلام نے ایک سازش کے تحت اسلامی معاشرت میں جو غیر اسلامی افکار و نظریات داخل کر دیئے ہیں۔ ان کو ترک کر دیں اس میں مسلمانوں کے باہمی اتحاد کا راز مضمر ہے ورنہ افتراق و انتشار کی نئی راہیں کھلتی رہیں گی۔ ارشاد ربانی ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ارشاد نبوی ہے: تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لن تضلوا ما تمسکتم بهما۔

میں تمہارے لیے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو گمراہ نہیں ہوں گے۔ (۱) اللہ کی کتاب اور اپنی سنت،

(۲) من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد = جس نے ہمارے دین میں نئی چیز نکالی وہ مردود ہے۔

لہذا عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق و دیگر شعبہ ہائے حیات میں ہمیں غیر اسلامی افکار و نظریات کو ترک کر دینا ہوگا۔ اور اسلام دشمن عناصر کے افکار کو اختیار کرکے انہیں خوش کرنے کی بجائے ہمیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہیئے۔ اور اپنے کھوئے ہوئے وقار کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں جہاد فی سبیل اللہ کرنا پڑے گا۔ ارشاد ربانی ہے:۔

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ ۝

اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں پسند کیا ہے اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا تھا

خطبہ ثانیہ

حمد و صلوٰۃ کے بعد:

مسلمانو! اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان اعمال کے محتاج نہیں بلکہ ہمارے نیک یا بد اعمال کا فائدہ / نقصان ہمیں ہی ہوگا۔

حدیث قدسی ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھلا دے اللہ اس کو بھلا دیتا ہے اور اس سے اعراض کر لیتا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ اعراض کرلیں اس کا حال

کتنا بڑا ہوگا۔

ایک اور حدیث قدسی ہے: اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں: اگر تمہارے اولین و آخرین، جن و انس فرد واحد کی طرح نیک بن جائیں تو میری خدائی میں ذرہ برابر اضافہ نہ ہوگا۔ اور اگر تمہارے اوّل و آخر جن و انس سب کے سب فرد واحد کی طرح بدکار بن جائیں تو میری خدائی میں کچھ بھی کمی نہ ہوگی۔

الغرض جو شخص نیکی کی راہ پر چل رہا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کے لیے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور جو شخص بدکار ہے وہ اپنا ہی نقصان کر رہا ہے اس کو اپنی اصلاح کر لینی چاہیئے۔ اور اللہ تعالےٰ سے توبہ کرنی چاہیئے۔

اے اللہ ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ ہماری لغزشوں کو معاف فرما

اے اللہ اسلام اور مسلمین کو غلبہ عطا فرما۔

اے اللہ جو دینِ محمدی کی مدد کرے آپ اس کی مدد فرمائیں اور ہمیں بھی اُن ہی میں سے کر دیں اور جو اس دین کا دشمن ہے اس کو ذلیل کر اور ہمیں ان میں سے نہ کر۔

اے اللہ تمام سربراہان ممالک اسلامیہ کی اصلاح فرما۔

اے اللہ سربراہان ممالک کے ذریعہ دین کی مدد فرما۔ اور دین کی برکت سے ان کی مدد فرما۔

اے اللہ عالم اسلام کو متحد فرما دے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ: بلاسودی بینک

ہمارے اغراض و مقاصد میں غریب و نادار افراد کی فلاح و بہبود کی خاطر اقتصادی خوشحالی کے ذرائع مہیا کرنا، مسلمان بہی خواہوں سے بطور امانت رقوم جمع کرنا، طلائی یا نقرئی اشیاء کی کفالت پر بلاسود قرض دینا، نادار مستحق طلبہ کی امداد کرنا، امتیازی حیثیت پانے والے نادار طلبہ کو دینی و دنیاوی تعلیم کے سلسلہ میں امداد فراہم کرنا، طبّ یونانی، ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک شفاخانے قائم کرنا اور ٹیکنکل و صنعتی ادارے قائم کرنا، جیسے معاملات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

مولانا نے اس کے بعد مسلم فنڈ دیوبند کے ابتدائی حالات اور ترقیاتی مراحل کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ صرف ۶۵ء — ۱۹۶۱ کے درمیان ۱۲۷۷ — افراد کو جن میں مسلمان کاشت کار اور منہدم مکانات کی تعمیر یا مرمت کرانے والے، رہن رکھی ہوئی جائدادوں اور طلائی یا نقرئی اشیاء کو واگذار کرانے اور مہاجنوں اور بینکوں کے سخت گیر چنگل سے چھٹکارا پانے والوں کو ۳۱ ہزار سے بھی زیادہ کا سرمایہ بلاسودی قرض کے طور پر دیا گیا۔ لیکن ۳۱ دسمبر ۱۹۷۹ء تک اس فنڈ کے کھاتہ داروں کی تعداد تیرہ ہزار چار سو ۳۴ اور کل جمع شدہ اثاثی رقم تین کروڑ اسّی لاکھ پچاس ہزار سے اوپر ہو چکی ہے۔

مولانا اسعد مدنی نے انٹرویو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے یہ بھی کہا کہ بلاسودی بینکاری جمعیۃ العلمائے ہند کے تعمیراتی پروگرام کا ایک جزو ضرور ہے۔ مگر ہماری

(باقی ۱۴ پر)

مُجاہدِ ملّت کا سانحہ ارتحال

کاپی پریس جا رہی تھی کہ مجاہد ملت، بطلِ حریت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے سانحہ ارتحال کی خبر ملی۔ ابھی کل ہی ایک دوست سے گفتگو ہو رہی تھی کہ مولانا سے ملا جائے اور بعض اہم مسائل پر ان سے رہنمائی کی درخواست کی جائے بندہ تیار بھی تھا اور اس مقصد کے لیے پنڈی یا بفہ جانے کا عزم رکھتا تھا لیکن افسوس — علم و شرافت کا وہ حسین پیکر دنیا سے رخصت ہو گیا اور ہمارے خواب ادھورے رہ گئے — علامہ انور شاہ قدس سرہٗ کا مایہ ناز شاگرد، دیوبند کا مدرس، حیدرآباد دکن کا مصلح، مجلس احرار اسلام کا نامور رہنما، حضرت امام الاولیاء لاہوری قدس سرہٗ کا معتمد اور آخر میں جمعیۃ علماء اسلام کا جنرل سیکرٹری، جس نے جمعیۃ کے لیے اپنے بڑھاپے کو داؤ پر لگا کر اس کا پیغام گلی گلی پہنچایا — آج اپنے دوستوں، عقیدت مندوں اور مداحوں کو غمزدہ چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہفتہ مولانا مرحوم کے سلسلہ میں کسی قدر تفصیل سے لکھا جائے گا اللہ تعالیٰ ان کی سرفروشانہ جدوجہد کو قبول فرمائے۔ ان سے اپنی خصوصی رحمت کا معاملہ فرمائے اور انسانی کوتاہیوں سے درگذر فرمائے — اپنے قارئین سے اُمید ہے کہ وہ آں مرحوم کے لیے ایصال ثواب کی محافل کا اہتمام کریں گے

(علوی)

طبی معلومات

کچھ وجع المفاصل اور عرق النسّاء کے بارے میں

استاذ الحکماء حکیم آزاد شیرازی۔ سابق پرنسپل شاہدرہ طبیہ کالج۔ لاہور

وجع المفاصل کو عرفِ عام میں گٹھیا یا جوڑوں کا درد کہتے ہیں۔ یہ درد جسم کے بڑے جوڑوں یعنی گھٹنوں اور کہنیوں میں ہوتا ہے۔ جو درد ٹخنے یا پاؤں کی انگلیوں کے جوڑوں یا انگوٹھے میں ہوتا ہے اُسے نقرس کہتے ہیں۔ اسی طرح جو درد کولھے کے جوڑ میں ہوتا ہے اسے وجع الورک کہتے ہیں اور جو درد کولھے سے پیدا ہو کر پاؤں میں نیچے تک اُتر آتا ہے وہ عرق النساء کہلاتا ہے۔ عرق النساء کو اردو میں لنگڑی کا درد کہتے ہیں۔

وجع المفاصل کے جملہ اقسام کے اسباب اور علاج عموماً ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔ وجع المفاصل کا سبب سوئے مزاج سادہ ہو، خون کی کثرت ہو، صفراء ہو، بلغم ہو، سوداء ہو یا ریح — سورنجاں ہر قسم کے وجع المفاصل میں عموماً اور وجع المفاصل بلغمی میں خصوصاً مفید ہے۔ کھانے کے لئے بھی اور بیرونی مالش یا ضماد کے طور پر بھی سورنجاں انتہائی مفید دوائی ہے۔ لیکن سورنجاں کے ساتھ زیرہ اور زنجبیل ملا کر کھائیں ورنہ معدہ کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ نیز اسے کھانے کے دوران جوڑوں پر موم روغن کی مالش کریں تاکہ جوڑوں کے عضلات کو تکلیف نہ پہنچے۔

طب مشرق میں قدیم ایام سے مختلف امراض کا علاج فصد، حجامت، داغ دینے اور جونک لگانے سے بھی ہوتا تھا۔ اور وجع المفاصل کی بعض اقسام میں فصد نہایت مفید علاج ہے لیکن اب یہ طریق علاج کم و بیش معدوم ہوتا جا رہا ہے۔ بہرصورت عرق النساء کے مرض میں عرق النساء رگ اور پاؤں کی پشت پر چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان فصد کھولنا نہایت مفید ہے۔ عرق النسا ایک گرہ دار رگ ہے جو پاؤں کے باندھنے پر معلوم ہوتی ہے اور پنڈلی پر پائی جاتی ہے اور ٹخنے سے قریباً آٹھ انگل اوپر ہوتی ہے۔ جب وجع الورک اور عرق النساء میں کھانے کی دواؤں سے فائدہ نہ ہو تو وجع الورک میں کولھے پر اور عرق النساء میں ٹخنے پر داغ دینا چاہیے۔ داغ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ لوہے کی سیخ کو گرم کریں اور ٹخنہ سے آٹھ انگل اوپر رگ عرق النساء پر عرض میں داغ دیں نیز ایک داغ پاؤں کی پُشت پر چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کی جڑ پر خط کے مانند دیں۔

وجع المفاصل اور عرق النساء کے لئے یہ قرابادینی نسخہ عموماً مفید ثابت ہوتا ہے۔

ہوالشافی (۱) سورنجاں شیریں (۲) پوست ہلیلہ زرد (۳) صبر سقوطری — تینوں دوائیں ہموزن کوٹ کر سفوف بنا لیں اور صبح، دوپہر، شام بقدر ۴ ماشہ تازہ پانی سے دیں۔

علاوہ ازیں ذیل میں وجع المفاصل نقرس اور عرق النساء کے چند اور معروف و مجرب نسخہ جات دئے جا رہے ہیں:۔

معجون عُشبہ

یہ معجون جوڑوں کے درد، آتشک، بواسیر، فسادِ خون اور خارش میں مفید ہے۔

نسخہ: عشبہ، بسفائج فستقی، افتیمون ولائتی، کباب چینی، دارچینی، گاؤزبان ہر ایک دو تولہ۔ گل سرخ، چوب چینی، صندل سفید، صندل سرخ ہر ایک تین تولہ۔ سنا مکّی ۴ تولہ۔ پوست بہیڑہ، سنبل الطیب ہر ایک ایک تولہ۔ ہلیلہ سیاہ سات ماشہ۔ پوست ہلیلہ زرد ۶ ماشہ۔

سب ادویات کو کوٹ چھان کر تین گُنٗ شہد خالص کا قوام بنا کر اس میں شامل کر کے خوب گھوٹیں کہ یک جان ہو جائے۔

مقدار خوراک :۔ روزانہ ایک تولہ عرق عشبہ ۲ تولہ کے ساتھ استعمال کریں اور قبض دُور کرنے کے لئے ہر چوتھے روز رات سوتے وقت گرم دودھ کے ساتھ ۳/۴ تولہ کھلائیں۔

معجون سورنجان (مختصر نسخہ)

پوست ہلیلہ زرد، فلفل دراز، زنجبیل، زیرہ سیاہ ہر ایک ایک تولہ۔ برگ سنا مکی، سورنجان شیریں ہر ایک دو تولہ۔ کوٹ چھان کر سہ چند شہد خالص میں ملا کر معجون بنائیں۔

مقدار خوراک : ایک تولہ روزانہ عرق بادیان یا نیم گرم دودھ کے ساتھ کھائیں۔

سفوف اسپند

یہ نسخہ حاملین طب طب جدید مشرقی اور اراکین انجمن خادم الحکمت پاکستان کا معمول مطب ہے اور عرق النساء وجع المفاصل، نقرس نیز اعصابی دردوں کے لئے از حد مفید ہے۔

نسخہ : تخم اسپند چار تولہ، بالنگنی دو تولہ، سورنجاں تلخ ایک تولہ، مقل دو تولہ۔ پہلی تین دواؤں کو خوب باریک پیس کر مقل میں ملا کر خوب کوٹیں کہ یکجان ہو جائے۔

مقدار خوراک : چار رتی سے ایک ماشہ تک پانی کے ساتھ دن میں دو تین خوراکیں دیں۔

خمیرہ تارپین

اس خمیرہ کی مالش بیرونی طور پر درد سینہ، درد شکم، وجع المفاصل، موچ، چوٹ، درد کمر، عرق النساء، ریحی اور عصبی دردوں کے لئے از حد مفید ہے۔

نسخہ : روغن تارپین ایک چھٹانک، روغن بید انجیر ڈیڑھ چھٹانک صمغ عربی ایک چھٹانک، عرق بادیان دو چھٹانک۔

ترکیب تیاری :۔ روغن تارپین اور روغن بید انجیر کو ملا کر الگ رکھیں۔ صمغ عربی کھرل میں پیس کر باریک کریں بعدہٗ عرق بادیان قطرہ قطرہ کھرل میں ڈالتے اور کھرل کرتے رہیں ساتھ ہی روغن قطرہ قطرہ کھرل میں ڈالتے اور کھرل کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ سب اجزا باہم مل جائیں اور سفید دودھیا رنگ ہو جائے ــــ ہر قسم کے دردوں میں اس کی مالش کریں اور اس پر گرم روئی باندھ دیں۔

حبّ منقی

سفوف اسپند اور خمیرہ تارپین کی طرح یہ گولیاں بھی انجمن خادم الحکمت پاکستان کی مجوزہ اور معمول مطب حاملان طب جدید مشرق ہیں۔

یہ ایک مسہل دوائی ہے جو دائمی قبض کو دور کرتی ہے اور قبض سے پیدا ہونے والے دماغی اور اعصابی امراض مثلاً صرع، سکتہ، فالج، لقوہ مالیخولیا، ثقل معدہ، حبس ریاح، کرم امعاء، امراض جگر و طحال، استسقاء اعصابی درد، جوڑوں کے درد، عرق النساء، اختناق الرحم، احتباس حیض میں نہایت مفید ہے البتہ مرض بواسیر یا اندرونی اعضاء میں سوزش اور ورم کی حالت میں اور حاملہ خواتین کو اس کا استعمال جائز نہیں۔

نسخہ : ست صبر سقوطری ایک تولہ، سقمونیا ولایتی، اجوائن خراسانی، شحم حنظل، غاریقون، ہر ایک ۶ ماشہ۔ کوٹ چھان کر گولیاں بقدر دانہ نخود بنائیں۔

مقدار خوراک : دائمی قبض دور کرنے کے لئے ایک گولی سے دو گولی تک روزانہ۔ عارضی قبض کشائی کے لیے ۲ سے ۴ تک دودھ کے ساتھ رات سوتے وقت دیں۔ مسہل کے لئے ۸ سے ۱۰ گولیاں تک استعمال کرا سکتے ہیں۔

نجاتِ ابدی

سُنّتِ مطہّرہ کی پیروی سے حاصل ہوگی

حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ : دنیاوی مال واسباب فریب ہی فریب ہیں اور آخرت کا ابدی معاملہ ان کے ساتھ وابستہ ہے اگر اس چند روزہ زندگی کو حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں بسر کیا گیا تو نجاتِ ابدی کی امید ہو سکتی ہے ورنہ کچھ امید نہیں کی جا سکتی خواہ وہ کوئی شخص ہی کیوں نہ ہو (خواہ سنت کے مطابق نہ کئے ہوتے) اس کے عمل بھی اچھے ہی کیوں نہ ہوں ــ

محمد کابروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سرِ او

(یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو دونوں جہانوں کے لیے عزت و آبرو کا ذریعہ ہیں۔ بدبخت آپ کے در مبارک کی خاک نہیں بنتا یعنی آپ کی پیروی نہیں کرتا اس کے سر پر خاک پڑے۔ وہ ذلیل وخوار ہو)

آپ کی پیروی کی اس دولتِ عظیم کا حاصل ہونا بالکل دنیا کے ترک کرنے پر موقوف نہیں کہ دشوار لگے بلکہ اگر بالفرض فریضہ زکوٰۃ ادا کی جائے تو یہ بات بھی بالکل دنیا کے ترک کرنے کے حکم کے تحت میں آ جاتی ہے کیونکہ زکوٰۃ دینے کے بعد مال پاک ہو کر مضرت سے نکل جاتا ہے پس دنیاوی مال کے ضرر کا علاج اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔ اگرچہ پوری طرح دنیا کو چھوڑنا افضل و اولیٰ ہے مگر زکوٰۃ دینے سے بھی یہ کام بن جاتا ہے۔

آسمان نسبت بعرش آمد فرود
ورنہ بس عالی است پیش خاک تود

(یعنی آسمان عرش کے مقابلہ میں نیچے ہے مگر زمین کے مقابلہ میں وہ اعلیٰ اور اونچا ہے)

پس لازم ہے کہ سارى ہمت شریعت کے احکام کے بجا لانے میں صرف ہو۔ اور شریعت کے پابند عالموں اور نیکوں کی عزت و تعظیم کرنی چاہیے اور شریعت کو رواج دینے کی کوشش میں لگے رہنا چاہیے۔ اور اہلِ ہوا (نفسانی خواہشات کے بندوں) اور بدعتیوں کو ذلیل و خوار جاننا چاہیے۔

من توقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام

(جس شخص نے بدعتی کی تعظیم کی پس تحقیق اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔)

اور کافر اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں وہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی دشمن ہیں، انہیں دشمن جاننا چاہیے اور ان کی ذلت و خواری میں کوشش کرنی چاہیے اور کسی وجہ سے انہیں عزت نہ دینی چاہیے اور ان بدبختوں کو اپنی مجلس میں نہ آنے دینا چاہیے اور ان کے ساتھ سختی اور شدت کی راہ اختیار کرنی چاہیے ــ اور حتی المقدور کسی معاملہ میں ان کی طرف رجوع نہ کرنا چاہیے۔ اگر بالفرض ان کے ساتھ کوئی ضرورت درپیش آئے تو قضائے حاجت کے لیے جانے کی طرح ان سے کراہت کے ساتھ اپنی ضرورت پوری کرنی چاہیے۔

(از مکتوب ۱۶۵ ۔ دفتر اول)

ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵ | ہفت روزہ خدام الدین لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴

33/26

فیروز سنز لمیٹڈ کے سربراہ جناب عبد الحمید خاں

کے قلم سے

امام الاولیاء حضرت لاہوری کی حیات طیبہ پر ایک مکمل تالیف

مردِ مومن

کا مطالعہ کیجیے

قیمت تیرہ روپے پچاس پیسے۔ ڈاک خرچ دو روپے فی نسخہ

براہ راست طلب فرمائیے!

ناظم: تالیفات واشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور